اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے

ماں تسکینِ جاں



تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

اکبر بک سیلرز لاہور

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے

ماں تسکین جاں

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph:042-7352022-Mob:0300-4477371

نام کتاب .... ماں تسکینِ جاں

مصنف .... مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)

پروف ریڈنگ .... الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور

نظر ثانی .... استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ عبدالغفور گولڑوی

استاذ الحفاظ حضرت قاری ریاض احمد فاروقی

حسبِ فرمائش .... میاں صادق محبوب (محبوب ایسوسی ایٹس لاہور) - میاں مبارک علی (داتا اسٹیٹ ایجنسی لاہور)

.... حضرت مولانا عبدالرشید صدیقی عطاری

صفحات 128

تعداد 1100

کمپوزنگ .... فرخ علی

ناشر .... اکبر بک سیلرز لاہور

قیمت .... 130 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

کلماتِ تشکّر

اس کتاب کی تیاری میں جن احباب نے مجھے مفید مشوروں سے نوازا یا کسی بھی طور پر اپنی محبت کا اظہار فرمایا ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور بارگاہِ رب العزت میں دعا گو ہوں کہ ان میں سے جن جن کے والدین (یا دونوں میں سے کوئی ایک) حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ صحت و تندرستی کے ساتھ دراز فرمائے اور ان کو عمرِ خضر سے نوازے اور اگر فوت ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے محبوب علیہ السلام کی شفاعت عطا فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سیّد الانبیاء والمرسلین علیہ وآلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم!

ان میں سے چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ۱- جگر گوشہ مفتی اعظم پاکستان گلِ نایاب از گلستان ابوالبرکات صاحبزادہ سیّد مسعود احمد رضوی مدظلہٗ ۲- جگر گوشۂ شارح بخاری صاحبزادہ سیّد مصطفیٰ اشرف رضوی مدظلہٗ صاحب ۳- حضرت مولانا صاحبزادہ قاری محمد اکرم فیضی سابق امام جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ ۴- صاحبزادہ سیّد مرتضیٰ اشرف رضوی مدظلہٗ حزب الاحناف لاہور ۵- حضرت قاری محمد اکرم فیضی ناظم و مہتمم مدرسہ فیضیہ حفظ القرآن کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۶- علامہ صاحبزادہ سیّد نثار اشرف رضوی مدظلہٗ ۷- حضرت علامہ مولانا حافظ قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور ۸- زینت القراء استاذ الحفاظ قاری سیف اللہ سیفی ناظم و مہتمم مدرسہ سلطانیہ حق باھو۔ ۹- علامہ محمد عابد عمران انجم مدنی فاضل بھیرہ شریف ۱۰- حضرت علامہ مولانا حافظ اشفاق المصطفیٰ صاحب لنڈا بازار لاہور' جناب قاری محمد ریاض فریدی رضوی' جناب ساجد علی ساجد صاحب' جناب مولانا تصور حسین رضوی صاحب' جناب قاری محمد اختر سیالوی

صاحب' جناب قاری خدا بخش بصری صاحب' سیّد شبیر حسین رضوی فیصل آباد' قاری محمد اسلم سانده لاہور' پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی صاحب گڑھی شاہو لاہور' حافظ محمد عمران شاکر' حافظ فرحان احمد' قاری محمد اسماعیل حسنی چوہان روڈ لاہور' پیر محمد نواز قادری' حافظ قاری محمد عرفان' حافظ محمد آصف' قاری محمد اقبال سیالوی' قاری محمد طفیل نوری' قاری عمر حیات مدرسین حزب الاحناف لاہور' عبدالرحمٰن رضا قادری' حافظ عبدالرحمٰن' مولانا عبداللطیف' حافظ وحید گل ہزاروی' حافظ محمد امین رضا' حافظ محمد آصف ضیائی' قاری شاہ نواز (طلبائے حزب الاحناف لاہور) رانا ساجد محمود قادری' چوہدری احمد حسن صاحب' حافظ میاں محمد عارف صاحب' افتخار علی قریشی صاحب' حافظ عبدالقدوس صاحب' حافظ عبدالرؤف صاحب' ملک عبدالرحیم صاحب۔

شکر گزار: غلام حسن قادری

الجنۃ تحت اقدام الامہات

الجنۃ تحت اقدام الامہات

فہرست

اے خدا تجھ سے ہماری ہے دعا!

اے خدا تجھ سے ہماری ہے دُعا — ہم کو کامل صاحبِ ایماں بنا
راہِ حق پر استقامت کر نصیب — تیری رحمت ہو سدا ہم سے قریب
دین کے احکام پر عامل رہیں — اتباعِ سرورِ عالم کریں
نورِ قرآں ہو چراغِ رہگزر — زندگی کا اس طرح طے ہو سفر
دل میں یادِ مصطفیٰ زندہ رہے — لب پہ ان کا نام پائندہ رہے
نیک بندوں کا ترے نقشِ قدم — ہو ہمارے چشم و دل میں محترم
تیری مرضی کے مطابق ہو عمل — نفسِ ظالم کا نہ ہو اس میں دخل
زندگی پر چھائی ہے غم کی خزاں — دے مسرت کی بہارِ جاوداں
جوشِ اسلامی کا ہو ایسا ظہور — ٹوٹ جائے کفر و باطل کا غرور
بخش ہم کو نعمتِ دنیا و دیں — اور عطا کر دولتِ علم و یقیں
جو فرائض ہیں بجا لاتے رہیں — اپنے اور غیروں کے کام آتے رہیں
یوں بنیں ماں باپ کے خدمت گزار — اپنی دنیا اور عقبیٰ لیں سنوار
وہ کریں طرزِ عمل ہم اختیار — دین و دنیا کا ملے عزّ و وقار

جو کریں ماں باپ کی خدمت نسیم
ان سے خوش ہوتا ہے رحمٰن و رحیم



احمد مجتبیٰ پر درود و سلام

احمد مجتبیٰ پر درود و سلام
خاتم الانبیاء پر درود و سلام

رحمت دو جہاں شافع المذنبیں
فخر کون و مکاں شاہِ دنیا و دیں
وہ کتاب ہدایت کی شرح مبیں
کائنات دو عالم کا دُرِّ ثمیں
احمد مجتبیٰ پر درود و سلام
خاتم الانبیاء پر درود و سلام

وہ خدا کی ہدایت کا پیغام بر
اُمتی جس کے ہیں سارے جن و بشر
دائرہ جس کی دعوت کا کل بحر و بر
جس کے آگے مسخر ہیں شمس و قمر
احمد مجتبیٰ پر درود و سلام
خاتم الانبیاء پر درود و سلام

بے کسوں اور یتیموں کا والی وہی
کائنات دو عالم میں عالی وہی
شان جس کی ہے سب سے نرالی وہی
ہر دکھے دل کا ہے غم گسالی وہی
احمد مجتبیٰ پر درود و سلام
خاتم الانبیاء پر درود و سلام

زخم کھا کر دعا کرنے والا وہی
دشمنوں کو رہا کرنے والا وہی
بے وفا سے وفا کرنے والا وہی
رحم کی التجا کرنے والا وہی
احمد مجتبیٰ پر درود و سلام
خاتم الانبیاء پر درود و سلام

آخری جس پہ ربّ کی وحی آئی ہے
جسکی عظمت کی ربّ نے قسم کھائی ہے
جسکو معراج خود ربّ نے کروائی ہے
انبیاء کی امامت بھی فرمائی ہے
احمد مجتبیٰ پر درود و سلام
خاتم الانبیاء پر درود و سلام

ہے یہ عارفؔ اک ادنیٰ غلام آپ کا
نام لیتا ہے یہ صبح و شام آپ کا
اُمتی ہے پراگندہ کام آپ کا
اس پہ ہو جائے اب فیض عام آپ کا
احمد مجتبیٰ پر درود و سلام
خاتم الانبیاء پر درود و سلام

انتساب

اپنے آقا و مولیٰ رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سیّد المرسلین، امام الاوّلین والآخرین ﷺ کی پیاری امی جان، مخدومۂ اُمت، منبع برکات مصدر فیوضات، مرکز حسنات، باعثِ تسکینِ قلبِ روحِ کائنات علیہ الوف التحیات والتسلیمات

حضرت سیّدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا

کے نام جنہوں نے انسانیت کو ایسا عظیم فرزند عطا کیا کہ جس کے جلووں نے تمام جہان سے ہر قسم کی تاریکیوں کو دور فرما کر اپنے نور سے روشن و منور فرما دیا۔

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ مجھ گناہ گار و سیاہ کار کی والدہ ماجدہ کو' میرے مخدوم و محترم حضرت مولانا حافظ عبدالغفور گولڑوی اور میرے محبوب دوست محترم میاں صادق محبوب کی والدہ ماجدہ کو (جن کا حال ہی میں وصال ہوا) خاتون جنت' سیّدۂ نساء العالمین' والدۂ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے مبارک قدموں میں جنت الفردوس کے اندر ابدی راحت و سکون نصیب کرے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم۔

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب

؎ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

غلام حسن قادری

نورانی کرنیں ایمانی جذبے روحانی جلوے

؎ میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

ماں آرام وسکون جاں بھی ہے اور عظمت کا نشان بھی ہے، ماں محبت کا جہاں بھی ہے اور ماں عطیہ رحماں بھی ہے۔ بحر محبت کی گہرائی میں ہر چیز کو سمیٹے ہوئے احساس کو ماں کہتے ہیں، اپنی مامتا میں دکھوں اور غموں کے طوفانوں کو دبا کر تبسم کی کلیاں نچھاور کرنے والی ہستی کو ماں کہتے ہیں، چاند کی چاندنی، شام کی شفق، سحر کی شبنم، دھنک کے رنگ، ستاروں کی چمک بلکہ کائنات کے سب رنگ ماں کی محبت میں چھپے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خدا کی رحمت و رأفت اور محبوب خدا کی شفقت و محبت کی موسلا دھار بارش کا نام ماں ہے۔ ماں خدا کا ایسا تحفہ ہے جو کائنات میں سب سے نرالا ہے۔ خلوص نیت سے خدا اور رسول کی اطاعت کی راہوں پر ساتھ ساتھ چلنے والی ذات والا صفات ماں ہی کی ہے۔ جس کی کوکھ سے بڑے بڑے عظیم انسانوں نے جنم لیا اس کی عظمت کو احاطہ تحریر میں لانا بہت مشکل ہے۔ جو اگر ناراض ہو جائے تو خدا بھی روٹھ جائے، یہ محبت کی موجوں کا ایسا سمندر ہے جس میں بحر زخار بھی ڈوب جائے، ماں ہی غموں کی تپتی ہوئی دھوپ میں پیار کے سائبان کا کام دیتی ہے، جو صحرا میں بادل بن جاتی ہے، سفر کی تھکن میں آغوش سکون بن جاتی ہے، غموں میں باعث اطمینان اور دل کی ہر دھڑکن میں قرار جاں دکھائی دیتی ہے،

یاں کے بغیر کائنات کے رنگ بے رنگ نظر آتے ہیں۔ ماں کے روپ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں اور شفقتوں کا ہمیں جلوہ دکھایا ہے۔ جس کی عظمتوں، رفعتوں کو اکثر اس وقت یاد کیا جاتا ہے جب وہ ہم سے جدا ہو کر بہت دور چلی جاتی ہے، پھر ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بظاہر کمزور سی ہستی اپنے اندر کتنی طاقت رکھتی تھی کہ پورے خاندان کو اپنی محبتوں اور مہربانیوں سے کس عجیب طریقے پر نظر نہ آنے والے بندھنوں سے اس نے یکجا کیا ہوا تھا کہ جس کے آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی سب بندھ ٹوٹ جاتے ہیں اور رشتوں کے سب موتی بکھر جاتے ہیں۔

ماں کی خوشنودی دنیا میں باعث برکت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔ جس کی آغوش انسان کی پہلی درسگاہ ہے تو اس کی پاکیزہ زندگی انسان کے لیے تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔ مصیبت کے وقت ماں کو یاد کرنے سے دل کو سکون ملتا ہے، بیماری کا علاج حکیم کے پاس ہے تو دکھ کا مداوا ماں کی دعا ہے کیونکہ ماں کی دعا پھول سے زیادہ لطیف اور تروتازہ ہوتی ہے۔ خدا جیسا آقا و داتا کوئی نہیں اور ماں جیسا رشتہ و ناطہ کوئی نہیں۔ یہ وہ کستوری ہے کہ مٹی میں مل کر بھی اس کی خوشبو نہیں جاتی۔ یہ وہ کلی ہے جس کو جب بھی محبت سے دیکھو گے کھلتی اور مسکراتی ہوئی نظر آئے گی، اس لیے اس ہستی کو صرف سمجھنا ہی کافی نہیں بلکہ روح کی گہرائیوں میں محسوس کرنا بھی ضروری ہے۔ ماں اولاد کے درد کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے، کیونکہ مہر و وفا کی اتھاہ گہرائیوں کا نام ماں ہے، جس کی محبت کبھی ختم ہونے والی نہیں، جو اپنی اولاد سے ایثار و قربانی کا صلہ و معاوضہ لینے کے تصور سے کلیتاً پاک ہے۔ دنیا کے تمام عظیم لوگوں کو عظمت ملنے میں ماں کا کردار بہت نمایاں ہے۔ ماں کے بغیر زندگی ویران ہے، زندہ رہو تو ماں کے سنگ اور ہو سکے تو ماں کے مرنے سے پہلے مر جاؤ کیونکہ ماں کے مرنے کے بعد ماں کے وفادار

وتابعدار بیٹے کا زندہ رہنا بہت ہی مشکل ہے۔

الغرض! پوری دنیائے انسانیت ماں کے احترام پر متفق رہی ہے، اسلامی مذاہب ہوں یا غیر اسلامی، ماں کی عظمت سب کو مسلم ہے، خدا کے قائل ہوں یا منکر کوئی بھی منصف مزاج ماں کی عزت وشرف کا انکار نہیں کر سکتا۔ انسان ہر کسی کو بھلا سکتا ہے، ہر چیز سے منہ موڑ سکتا ہے، بڑے سے بڑے سہارے کو نظر انداز کر سکتا ہے مگر ماں کی ممتا کو بھلانا ناممکن ہے، کیونکہ یہ ماں ہی ہے جو اخلاص ومحبت کا پیکر ہوتی ہے باقی تمام رشتے اغراض پر مبنی ہوتے ہیں، انسان مفادات کی وجہ سے تعلق بناتا ہے اور فائدہ نظر نہ آئے تو تعلق توڑ دیتا ہے مگر ماں کی ہستی اس طرح کی خودغرضی سے مستثنیٰ ہے۔ ماں اولاد کے لیے سراپا دعا بھی ہے اور پیکر ناز ونیاز بھی ہے، میری ناقص رائے کے مطابق ماں کا ہونا سب کچھ ہونے کے مترادف ہے اور ماں کا نہ ہونا سب کچھ چھن جانے کے مترادف ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے سامنے ان کی ماں کا چہرہ جلوہ گر رہتا ہے۔ کاش میری ماں بھی کچھ عرصہ اور مجھے اپنی زیارت سے بہرہ مند ہونے کا موقع دیتی، خدا کرے کہ جس طرح دنیا میں میری ماں ہر وقت میرے انتظار میں اپنی آنکھیں فرش راہ کیے رکھتی تھی جب قیامت کے دن قبر سے اٹھوں تو میری ماں اسی محبت سے میری انتظار میں ہو اور میں اپنی ماں کے قدموں کا بوسہ لے کر اہل محشر سے عرض کروں

؎ یہ کہاں نصیب میرے کہ میں ''ماں'' کے ساتھ ہوتا
کوئی جذبۂ محبت میرے کام آگیا ہے

اصغر نورانی
پرنسپل جامعہ امیر حمزہ
خطیب جامع مسجد قباباغ والی بھاٹی گیٹ لاہور

ماں جیسی ہستی دنیا میں کہاں؟

جو اولاد کی خاطر ساری زندگی آرام کی نیند نہیں سو سکتی، جو اولاد کی پیدائش پر موت کا منہ دیکھتی ہے، جس کے خون جگر سے اولاد کا وجود بنتا ہے، جو کئی سال تک اپنے بچے کو تھپکیاں دیکر سلائی رہتی ہے، جو بیمار بچے کو اپنی چھاتی سے لگا کر سردیوں کی طویل رات بیٹھی رہتی ہے، جو اولاد کو بیمار دیکھ کر تڑپتی رہتی ہے' کبھی تعویز دھاگے کے لیے بھاگتی ہے، تو کبھی منتیں مانتی ہے، کبھی حکیموں اور ڈاکٹروں کی منتیں کرتی ہے تو کبھی رو رو کر اپنے رب کے حضور دعا کرتی ہے، جو اپنی تمام قوتوں کو اولاد کے لیے وقف کر دیتی ہے، جو ساری زندگی اولاد کے لیے شجر سایہ دار بنی رہتی ہے اور اپنے پیار کی چھاؤں میں اپنی اولاد کو غموں کی تپتی ہوئی دھوپ سے بچانے کا انتظام کرتی رہتی ہے۔ کیا ہوا جو آج اس کی کمر جھک گئی ہے، نظر کمزور ہوگئی ہے، ہاتھوں میں رعشہ آ گیا ہے، قوتیں ناکارہ ہوگئیں ہیں، حالت مخدوش ہوگئی ہے اور مجسمہ رنج والم بنی ہوئی ہے اور جس اولاد کے لیے ساری زندگی ڈھال بنی رہی اسی اولاد کی طرف سے ہمدردی کے دو بول سننے کے لئے ترس رہی ہے۔ گھر امیر کا ہو یا غریب کا، افراد خانہ پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ الا ماشاء اللہ والدین کو بوجھ سمجھا جا رہا ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ لندن و امریکہ میں بوڑھے والدین کے لیے ادارے بنے ہوئے ہیں ان اداروں میں والدین کی خدمت کا اعلیٰ انتظام ہے، دوا دارو پابندی کے ساتھ دیا جاتا ہے، پارکوں میں سیر کرائی جاتی ہے، ملازم ان کی ٹانگیں

دباتے ہیں، واہ واہ کیا بات ہے لندن اور امریکہ کی۔ میں عرض کروں گا کہ جب غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے تو بقول اقبال کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر۔

پھر اپنے کمالات بھی عیب نظر آتے ہیں اور دوسروں کے عیب بھی کمالات دکھائی دیتے ہیں، جن اداروں کی آپ بات کرتے ہیں کہ حقیقی اولاد حقیقی والدین کو وہاں داخل کرا دیتی ہے اور پھر حکومت جانے اور ادارے، نہ اولاد کا والدین سے تعلق نہ والدین کا اولاد سے۔ ان والدین کے دلوں پر کیا گزرتی ہوگی کہ ان کی اولاد کے بچے تو روزانہ سکول جائیں اور پھر روزانہ واپس آ کر اپنے والدین کی نگاہوں کے سامنے رہیں حالانکہ بڑھاپے میں تو والدین صرف چاہتے ہی یہی ہیں کہ زندگی کے جو سانس رہ گئے ہیں ہماری اولاد بھی ہماری نگاہوں کے سامنے رہے مگر ان کی اولاد تو اس پر خوش ہے کہ ہم نے والدین کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے۔ سنو اور یاد رکھو! والدین کو اس حالت میں اداروں کے اندر چھوڑ آنا ان کی کوئی خدمت نہیں بلکہ ان کو اپنے گھر میں عزت کا مقام دینا اور ان کے قدموں کے بوسے لے کر اپنے رب سے دعا کرنا رب ارحمھما کما ربینی صغیرًا، اے میرے پالنے والے جیسے انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا تو آج ان پر رحم فرما۔

یہ ہماری حماقت اور بد نصیبی ہے کہ غیروں نے اپنے بنائے ہوئے قوانین کو سینے سے لگا رکھا ہے اور ہم نے خدا و مصطفیٰ کے عطا کیے ہوئے قوانین کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ انسانی رشتوں میں سب سے مقدس پاکیزہ اور مضبوط رشتہ ماں کا ہے، ماں گویا زمین میں رب کی رحمت کا نمائندۂ خاص ہے، اگر آج اس کی کمر جھک گئی ہے تو خدا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے تو اپنے کندھوں کو اس کے

آگے جھکا دے۔ (واخفض لهما جناح الذل من الرحمة) کیونکہ تیری خدمت کرتے کرتے ہی تو اس کی کمر جھکی ہے۔ اب یہ چند دن کی تیرے پاس مہمان ہے اس کے بعد اس کا شفقت بھرا چہرہ سارے جہاں میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ پھر تو باغات میں جائے گا تو تجھے وہ خوبصورتی نظر نہ آئے گی جو ماں کے چہرے پر دکھائی دیتی تھی۔ دنیا بھر کے سازوں میں وہ مٹھاس نہ ملے گی جو ماں کے ایک بول میں مل جاتی تھی، ہاں ہاں وہی ماں جو زندگی کے دریا کی سفاک لہروں سے تجھے بچا بچا کر ساحل پہ لے آئی، جس نے تجھے طویل و کٹھن راہوں پہ چلنا سکھایا اور تیرے لیے خدا نے جس کے قدموں میں جنت کو سجایا۔ ہاں ہاں یہ وہی تو ماں ہے جو ایک ہی وقت میں تیری دایہ بھی تھی، باورچن بھی تھی، درزن بھی تھی اور خادمہ بھی تھی، تیرے لیے اس نے کس کس طرح روپ بدلے مگر تو ہے کہ اس کے لیے (ایک اس کی خدمت کا) روپ بھی نہ دھار سکا۔ جب اس نے تیری خوراک کا اتنا خیال رکھا کہ خود بھوکی رہ کر تجھے کھلاتی رہی، تو آج تو خود پیٹ بھر کر بھی اس کی خوراک کا انتظام نہ کر سکے تو افسوس ہے تجھ پر جب اس نے خود بے آرام رہ کر تیرے آرام کا خیال رکھا اور ہر ممکن تجھے بے آرامی سے بچایا' تو آج تو ماں کی خدمت کو چھوڑ کر کہاں سے آرام کی دولت پائے گا۔ آئے دن ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں ماں کی ممتا بیٹے پہ قربان ہو گئی اور بچے کو بچاتے ہوئے کار کی زد میں آکر جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ کبھی تو نے بھی اپنی جان پہ کھیل کر اپنی ماں کی جان بچانے کی کوشش کی ہے! اگر تو نمازی ہے تو جس قبلہ کی طرف منہ کر کے تو پانچ وقت رب کو سجدہ کرتا ہے وہ اگر ابراہیم خلیل نے بنایا ہے اور پتھروں کا بنایا ہے لیکن تیری ماں کی شکل میں گوشت پوشت کا قبلہ جو ہر وقت تیرے گھر میں ہے وہ خود رب جلیل نے بنایا ہے، اُس قبلے میں کھڑے ہو کر ابراہیم نے دعا کی تھی اور یہ

قبلہ روزانہ تیرے لیے دعا کرتا نظر آتا ہے، اُس قبلے کے لئے تجھے چل کر جانا پڑتا ہے اور یہ قبلہ ہر وقت تیرے پاس موجود رہتا ہے، اُس قبلہ کی زیارت کرو تو گناہ معاف ہوتے ہیں، اِس قبلہ کی زیارت کرو تو نیکیاں ملتی ہیں، اُس قبلہ میں جا کر دعا کرو تو قبول ہوتی ہے اور اِس قبلہ سے دعا کراؤ تو قبول ہوتی ہے، اُس قبلہ کا احترام نہ کرو تو بھی ایمان کی خیر نہیں، اِس قبلہ کی توہین کرو گے تو بھی ایمان بچانا ممکن نہیں۔

کسی ہندی شاعر کا ایک شعر ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک جنگل میں آگ لگ گئی، تمام درخت جل کر کوئلہ ہو گئے، کسی راہ چلنے والے مسافر نے دیکھا کہ ایک پرندہ ایک جلے ہوئے درخت پر بیٹھا ہوا ہے، جس کا آشیانہ بھی اس درخت پر تھا مسافر نے پرندے سے مخاطب ہو کر کہا

اگ لگی اس برش نوں جلن لگے سب پات
توں کیوں جلنا ئیں پنچھیا جد کھب تمہارے پاس

اے پرندے! جنگل کو آگ لگ گئی ہے، درخت تو بے پر ہیں اڑ کر جا نہیں سکتے جبکہ تیرے پاس تو اڑنے کی طاقت ہے تو اڑ جا اور اپنی جان بچا۔ پرندے نے جواب دیا۔

پھل کھایا اس برش دا بیٹ لبیڑے پات
اڑنا دھرم نہیں ہے جلنا اس کے ساتھ

یعنی ساری زندگی اس درخت پہ بسیرا کیا ہے، اس کا پھل کھایا ہے، آج اگر اس پر مشکل وقت آیا ہے تو اس کو جلتا چھوڑ کر اڑ جاؤں؟ میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا، اس کے ساتھ جیا ہوا تو ساتھ ہی جلوں مروں گا تا کہ بیوفاؤں میں سے نہ ہو جاؤں۔

اس سے ہمیں سبق یہ ملتا ہے کہ ایک تولہ بوجھ اگر ہمارے پیٹ میں پیدا ہو جائے تو ہم برداشت نہیں کر سکتے، ہماری ماں تو پھر ہمارے پورے وجود کو نو ماہ اٹھا کر پھرتی رہی، اس کی چھاتی سے دودھ پیتے رہے، اس کی گود میں کھیلتے رہے، ساری زندگی اس کی رہنمائی کے محتاج رہے۔ کیا ہم ایک پرندے سے بھی گئے گزرے ہیں کہ آخری عمر میں اپنی ماں کو چھوڑ دیں تاکہ در در کے دھکے کھاتی رہے۔ اگر ماں ہی دھکے کھاتی رہی تو ہمیں کعبہ میں جا کر بھی دھکے ہی کھانے پڑیں گے کیونکہ جنت کعبہ میں نہیں ملتی ماں کے قدموں سے ملتی ہے۔ ایک خوبصورت رباعی اپنی ماں کی نذر کرتے ہوئے بات ختم کر رہا ہوں

میں نے جھانکا خلوتِ جاں میں نگارِ جاں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے تیرے سوا
لکھوں بھی کیا کہ کوئی احوالِ دل نہیں
چیخوں بھی کیا کہ سنتا کوئی صدا نہیں

غمزدہ

ماسٹر عابد علی عابد

چک کھرل - حافظ آباد

حقوق وفرائض کی تقسیم اور ماں

دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس نے ہماری زندگی کے ایک ایک موڑ پہ ہماری پوری پوری رہنمائی فرمائی ہے، عبادات سے لے کر معاملات تک کوئی ایسا گوشہ نہیں جس پر اسلام نے روشنی نہ ڈالی ہو، دین اسلام کے ماننے والے رہنمائی کے لیے کسی دوسرے مذہب کے محتاج نہیں ہیں۔ پھر اگر غور سے دیکھا جائے تو پورے کا پورا اسلام ہمیں حقوق و فرائض کا مجموعہ نظر آتا ہے جس کی بنیاد تین اقسام پر ہے۔

۱۔ حقوق اللہ، اس میں تمام عبادات آجاتی ہیں (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ)

۲۔ حقوق نفس، اس میں خود اپنے جسم کی حفاظت ونگہداشت، تہذیب نفس اور درستگی اخلاق کا نظام آجاتا ہے۔

۳۔ حقوق العباد: اس میں سب سے پہلا حق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے حق کو اپنے ساتھ بیان فرمایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں عذر کی وجہ سے جہاد پر نہ جانیوالوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے (ضعیفوں پر کوئی حرج نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جن کے پاس اخراجات نہیں) اذا نصحوا اللہ ورسولہ (التوبہ:۹۱) جب کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ رہیں۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کریں اور ماجاء بہ الرسول پہ ایمان لائیں، او امر ونواھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب وازواج سے محبت کریں اور اسوۂ حسنہ پر کاربند رہیں۔ (امام خطابی)

بلکہ حضور علیہ السلام کا حق ہماری جان سے بھی مقدم ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ہماری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم (الاحزاب:۶)

یہ نبی علیہ السلام اہل ایمان کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔ لہٰذا دنیا و دین کے تمام کاموں میں نبی علیہ السلام کا حکم ان پر نافذ، آپ کی اطاعت ان پر واجب، آپکے حکم کے مقابلہ میں نفس کی خواہش واجب الترک۔ کیونکہ نبی علیہ السلا اہل ایمان پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ رحیم وکریم ہیں۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں ہر مومن کے لیے دنیا وآخرت میں ان سب سے اولیٰ ہوں۔ سورۂ توبہ میں فرمایا:

وبالمؤمنین رؤف رحیم (۱۲۸)

(نبی علیہ السلام) اہل ایمان پر کمال مہربانی فرمانے والے ہیں۔

ویسے بھی نبی علیہ السلام اپنی امت کے روحانی باپ ہیں (انا لکم مثل الو الد لولدہٖ) مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق والدین سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ بلکہ ہماری جان سے بھی زیادہ ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔

واللّٰہ لانت یا رسول اللّٰہ احب الی من کل شیء الانفسی

حضور! اللہ کی قسم! آپ مجھے ہر کسی سے پیارے ہیں سوائے اپنی جان کے۔

تو آپ نے فرمایا:

لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون عندہ احب الیہ من نفسہ۔

''اس وقت تک کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہوجاؤں''۔

فقال عمر فلانت الان واللّٰہ احب الی من نفسی۔

پس حضرت عمر نے عرض کیا، آقا اب تو آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہوگئے ہیں فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الآن یا عمر ''تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اب اے عمر تیرا ایمان کامل ہوگیا ہے''۔

(مسند احمد حدیث نمبر ۱۷۳۵۵)

حقوق وفرائض کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ الامام راع ومسئول عن رعیتہ والرجل راع فی اہلہ وھو مسئول عن رعیتہ والمراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا ومسئولۃ عن رعیتھا والخادم راع فی مال سیدہ ومسئول عن رعیتہ.....

(بخاری ج ۱ص ۱۲۲، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)

تم میں سے ہر ایک راعی ونگہبان ہے اور کل قیامت میں تم سب سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ بادشاہ رعایا کا راعی ہے اس سے رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل وعیال کا راعی ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے اس کے

بارے میں پرسش ہوگی۔ نوکر و خادم اپنے آقا کے مال و اسباب کا نگران ہے۔ اس کا محاسبہ ہوگا۔ بیٹا باپ کے ساز و سامان کا محافظ و نگراں ہے اس سے بھی اس ذمہ داری کا حساب لیا جائے گا۔ تم سب ذمہ دار و نگران ہو اور تم سب سے اپنی اپنی کارکردگی کے بارے میں سوال ہوگا۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

يا عبدالله الم اخير انك تصوم النهار و تقوم الليل فقلت بلى يارسول الله قال لا تفعل صم وافطر وقم ونم فان لجسدك عليك حقا وان لعينك عليك حقا وان لزوجك عليك حقا...... (بخاری ج ا ص ۲۶۵)

اے عبداللہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو ہر دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: ایسا نہ کیا کر روزہ بھی رکھا کر اور افطار بھی کیا کر رات کو قیام بھی کیا کر اور سویا بھی کر۔ بے شک تیرے جسم کا بھی تیرے اوپر حق ہے، تیری آنکھ کا بھی تیرے اوپر حق ہے، تیری بیوی کا بھی تیرے اوپر حق ہے۔

☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان حضور علیہ السلام نے بھائی چارے (مواخاۃ) کا رشتہ قائم فرمایا تھا ایک موقع پر حضرت سلمان اپنے بھائی (ابو درداء) کو ملنے آئے تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی کو حضرت سلمان نے میلے کچیلے کپڑوں میں دیکھ کر وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا۔

اخوك ابو درداء ليس له حاجة في الدنيا۔

آپ کے بھائی ابو درداء کو دنیا کی طرف رغبت ہی نہیں (پھر میں کس طرح بن سنور کر رہ سکتی ہوں)

فجاء ابو الدرداء فصنع له طعاما فقال كل فاني صائم قال ما انا باكل حتى تاكل فاكل فلما كان الليل ذهب ابو الدرداء يقوم قال نم فنام ثم ذهب يقوم فقال نم فلما كان من اخر الليل قال سلمان ان لربك عليك حقا و لنفسك عليك حقا ولا هلك عليك حقا فاعط كل ذي حق حقه فاتي النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال النبي صلى الله عليه وسلم صدق (بخاری ج ا ص ۲۶۴)

پھر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ گھر میں تشریف لائے اور انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے دستر خوان لگایا اور خود نفل روزہ کی معذرت کی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بولے جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں نہ کھاؤں گا۔ تو ان کی خاطر سے ابو درداء نے بھی روزہ توڑ دیا۔ رات میں دو دفعہ نفل نماز پڑھنے کا حضرت ابو درداء نے ارادہ کیا۔ حضرت سلمان نے منع کر دیا۔ آخری حصہ شب میں خود بھی اٹھے اور حضرت ابو درداء کو بھی اٹھایا اور دونوں نے نوافل پڑھے اور اس کے بعد فرمایا آپ پر آپ کے رب کا بھی حق ہے اور آپ کے نفس کا بھی حق ہے اور آپ کے اہل کا بھی حق ہے۔ تو ہر حق والے کو اس کا حق ادا کریں اور صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس معاملہ کا ذکر کیا۔ آپ نے حضرت سلمان سے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

الغرض! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے بعد خونی اور نسبی رشتوں میں

سب سے مقدم حقوق والدین کے ہیں پھر اولاد، بہن بھائی اور دیگر رشتہ داروں کے ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس سببی رشتوں میں میاں بیوی کے حقوق آتے ہیں اور رشتہ مصاہرت کی وجہ سے زوجین کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ ج ا میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں استاد کے حقوق باپ پر مقدم ہیں کیونکہ باپ تو اولاد کے وجود مادی کا سبب ہے جبکہ استاد اس کی روح کی زندگی کا ذریعہ ہے۔ (ملخصا)

آگے جاتے جائیں تو اہل محلہ میں سے پڑوسیوں کے حقوق کی اس قدر تاکید ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے خیال ہوا کہ ہمسائیوں کو کہیں وارث ہی نہ بنا دیا جائے۔

ہر ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق کی فہرست تو بہت طویل ہے مثلاً دعوت دے تو قبول کرو، بیمار ہو تو تیمارداری کرو، فوت ہو جائے تو جنازہ پڑھو، چھینک آئے تو جواب دو وغیرہ وغیرہ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ وہ غیر مسلم جو ہمارے ملک میں معاہدے کے تحت (ذمی بن کر) رہ رہے ہیں ان کے بارے میں حکم ہے کہ ان کا خون ہمارے خون کی طرح ہے اور ان کا مال ہمارے مال کی طرح ہے یعنی ان کی جان و مال کی حفاظت بھی ہمارے اوپر لازم وواجب ہے۔

علاوہ ازیں حاکم ومحکوم کا تعلق، راعی اور رعایا کا رشتہ، بائع اور مشتری کا ناطہ اور آجر ومستاجر کا معاملہ یہ سب حقوق وفرائض ہی کی مختلف شاخیں ہیں جن سے فقہ کی کتب بھری ہوئی ہیں۔

ان تمام حقوق وفرائض میں سے زیر نظر کتاب میں ہم بطور خاص ماں کے

بارے میں لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں (اگرچہ بعض جگہ ضمناً باپ کا ذکر بھی ہوگا) اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں اگر اکثر مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر ہے لیکن کئی مقامات ایسے بھی ہیں جہاں والدہ کو ترجیح دی گئی ہے اور اس کی مشقتوں کا ذکر بطور خاص کیا گیا ہے جو ایک ماں اپنی اولاد کے لیے برداشت کرتی ہے اور ان تکالیف کا ذکر اس لیے بھی کیا گیا ہے تاکہ اولاد کے دل میں ماں کی اہمیت اور اس کی قدر بڑھے اور ان کو احساس ہو کہ جس ہستی نے ہمارے لیے اس قدر تکالیف برداشت کی ہیں یقیناً وہ ہماری ہمدردیوں کی بہت زیادہ مستحق ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فتاویٰ رضویہ میں والدین کے حقوق کی وضاحت کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ "والد کے حقوق کے مقابلے میں والدہ کے حقوق کی زیادت کے معنی یہ ہیں کہ خدمت میں اور کچھ دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس روپے دے دے اور ماں کو پچھتر روپے دے۔ یا ماں اور باپ نے ایک ساتھ پانی مانگا تو ماں کو پہلے دے اور باپ کو بعد میں یا دونوں سفر سے آتے ہیں تو پہلے ماں کے پیر دبائے اور پھر باپ کے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ سبحان اللہ

اسلام سے پہلے جہاں اور لوگوں کے حقوق پامال ہوتے تھے وہاں عورت کی حق تلفی سب سے زیادہ ہوتی تھی۔ عورت معاشرے میں سب سے کمتر تصور کی جاتی تھی۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اسلام سے پہلے معاشرے میں عورت کو سب سے زیادہ ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا اس کی عزت و حرمت کو پامال کیا گیا۔ عورت معاشرے پر اس قدر بوجھ سمجھی جاتی تھی کہ پیدا ہوتے ہی اسے دفن کر دیا جاتا تھا۔ بیوی کے روپ میں بھی اس کے کسی حق کا احساس تک نہیں کیا جاتا تھا۔ آدمی جب

چاہتا کسی عورت سے نکاح کر لیتا اور جب چاہتا طلاق دے دیتا تھا۔

ماں کے روپ میں بھی عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ بلکہ باپ کے مرنے کے بعد سب سے بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیتا تھا اور کبھی اس کو منڈی میں لے جا کر بیچ آتا غرضیکہ عورت ہر روپ کے اندر ظلم کی چکی میں پس رہی تھی۔ پس ایسے میں دینِ اسلام کی روشنی چمکی کہ جس نے عورت پر سے ظلم وستم کی تاریکیاں دور کر دیں اس کے حقوق بحال کیے۔ اس کی عزت وحرمت کی حفاظت کی اس کو ذلت و پستی کی تاریکیوں سے نکال کر عزت ومرتبت کے اعلیٰ وارفع مقام پر لا کھڑا کیا۔

اگر عورت ماں کے روپ میں تھی تو قدموں تلے جنت بنا دی۔ اگر بہن کے روپ میں تھی تو اس کی عزت وحرمت کو بھائیوں کی غیرت بنا دیا۔ اگر بیٹی کے روپ میں تھی تو اس کی اچھی تعلیم وتربیت پر جنت میں اپنے ساتھ رہنے کی خوشخبری سنا دی۔ اگر بیوی کے روپ میں تھی تو اس کے حقوق وفرائض کی حد مقرر فرما دی۔ مختصر یہ کہ اسلام نے جہاں مردوں کے حقوق وفرائض کو متعین فرمایا ہے وہاں عورتوں کو بھی برابر کا مقام دیا ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔ ان (عورتوں) کے لئے وہی ہے جو ان پر ہے بھلائی کے ساتھ، یعنی ہر ایک کے حقوق کی ایسی حفاظت فرمائی ہے کہ کسی کو بھی اپنی حق تلفی کا احساس تک نہیں ہو سکتا۔ عورت کو غور کرنا چاہیے کہ اسلام کتنا پیارا دین ہے کہ وہ اس کو ہر حیثیت سے ایسا مقام عطا کرتا ہے جو کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔ اب ہم عورت کے ماں ہونے کی حیثیت سے اس کے حقوق وفرائض اور مدارج ومناقب بیان کرتے ہیں اور ساتھ میں یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو درجات عطا کیے ہیں ان کا شکریہ کس طرح ادا کرنا ہے۔

غلام حسن قادری

۴ اپریل ۲۰۰۸ء

عظمتِ ماں اور حکمِ قرآن

☆ سورۂ لقمان میں ارشاد ہوتا ہے:

ووصینا الا نسان بو الدیہ حملتہ امہ و ھنا علی وھن وفصلہ فی عامین ان اشکرلی ولو الدیك (۱۴)

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں حسن سلوک کی تاکید کی جس کو اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اٹھائے رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا یہ کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا۔

اس آیہ مبارکہ میں حضرت لقمان بن عنقا بن سدون کی اپنے بیٹے (ثاران) کو نصیحت کا ذکر ہے۔ نیز اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں کا حق بہت زیادہ ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان تکالیف کا تذکرہ بھی کیا جو ماں اپنے بچے کے سلسلے میں برداشت کرتی ہے۔ جس روز سے رحم میں نطفہ قرار پکڑتا ہے اسی وقت سے ماں تکالیف برداشت کرنا شروع کرتی رہتی ہے۔ پھر ولادت کے وقت جان کنی کی مانند تکالیف سے دوچار ہوتی ہے اور پیدائش کے بعد اسے دودھ پلاتی ہے۔ اس کی تربیت کرتی ہے۔ اس کے آرام کی خاطر اپنا آرام قربان کرتی ہے۔ اس لئے ماں کے حقوق پورے کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے اور اسی وجہ سے ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔

☆ سورۂ احقاف میں اس سے ملتا جلتا ارشاد ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا، حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصلہ ثلثون شہرا۔ (احقاف:۱۵)

اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا، تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے ہے۔

عورت کو حاملہ ہونے کے بعد کمزوری، تھکاوٹ اور مشقتیں پہنچتیں رہتی ہیں، حمل خود کمزور کرنے والا ہے پھر دردزہ کمزوری پر کمزوری اور پیدائش کا وقت ایک جان لیوا مرحلہ ہے پھر رضاعت کی مدت ان سب پر زائد ہے، اس دوران بچے کی پرورش، بیماری میں اپنا آرام قربان کر کے اس کو اٹھائے پھرنا، رات کو بستر پر پیشاب کردے تو اس کے آرام کے لیے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا، کپڑے بدلنا، سخت سردی میں خود گیلی جگہ پر سوئے رہنا اور اس کو خشک جگہ پر آرام کی نیند سلانا، صبح جسم دھو کر نماز ادا کرنا یہی وہ تکالیف ہیں جن کی طرف مندرجہ بالا آیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ماں کے حقوق کو باپ کے حقوق سے زیادہ رکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے جو ہستی ہمارے لیے اس قدر مصائب جھیلتی ہے وہ ہماری خیر خواہی کی سب سے زیادہ مستحق کیوں نہ ہو۔ اور اس کی یہ شان کیوں نہ ہو کہ

آغوشِ مادر بھی جنت سے کم نہیں
اس کی جدائی بھی قیامت سے کم نہیں

دیکھو مرغی اپنے چوزوں کی حفاظت کرتی ہے انکو اپنے پروں میں لے کر بیرونی خطرات سے بچاتی ہے لیکن جب وہی چوزے اس سے جدا ہوتے ہیں تو لڑتے بھی ہیں زخمی بھی ہوتے ہیں لیکن مرغی کو کچھ پرواہ نہیں ہوتی لیکن ایک ہماری

ماں ہے کہ اولاد کو کسی عمر میں بھی تکلیف پہنچے تو بستر مرگ پر بھی ہو تو اپنی تکلیف بھول جاتی ہے اور اولاد کی تکلیف کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے۔ اولاد اگر

لڑنا بھی چاہے تو لڑنے نہیں دیتی
یہ ماں ہے جو اولاد کو بچھڑنے نہیں دیتی

مگر ہائے افسوس: قیامت کی علامات میں سے ہے اطاع الرجل امرئتہ وعق امہ (مشکوٰۃ) بندہ اپنی عورت کا فرمانبردار ہونے کے شوق میں ماں کی نافرمانی کرنے لگے گا۔ جس (عورت) پر اللہ نے اس کو حاکم بنایا ہے اس کی اس قدر اطاعت اور جن (والدین) کے ساتھ قرآن مجید میں تقریباً پندرہ مقامات پر حسن سلوک کا حکم دیا اور اکثر مقامات پر اپنی عبادت کے فوراً بعد والدین کے ساتھ احسان کرنے کا ذکر فرمایا ان سے اتنی بے اعتنائی، جس پر روز مرہ کے واقعات شاہد عادل ہیں۔

خدا کے بعد کرو شکر ماں باپ کا دو تو
زبان سے اف نہ کہو چاہے لاکھ ہو گلہ گو

حالانکہ اہل علم و بصیرت فرماتے ہیں کہ اس جہان کی سب سے بڑی نعمت کا نام ماں ہے اور اس نعمت کی برکت سے اس جہان کی ساری نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ماں ہوگی تو انسان کا وجود ہوگا اور پھر انسان ساری نعمتیں حاصل کر سکے گا اور آخر کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت نبی اکرم علیہ السلام کی شفاعت ہے جس کی برکت سے آخرت کی تمام نعمتوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل محبت جہاں نبی کریم علیہ السلام کی شفاعت کے حصول کے لیے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں وہاں اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت اپنی ماں کی دعائیں لینے میں بھی کوتاہی سے کام نہیں لیتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھجور کا بھاؤ بہت بڑھ گیا لیکن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کھجور کے ایک درخت میں شگاف کیا اور اس سے کھجور کا شیرہ نکالا، لوگ حیران تھے کہ گرانی کے اس دور میں آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ حالانکہ اس سے درخت کمزور ہو جاتا ہے اور درخت تو بہت قیمتی ہوتا ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میری والدہ نے مجھ سے کھجور کے شیرے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اور جہاں تک ممکن ہو میں ان کی خواہش کی ضرور تعمیل کرتا ہوں (طبقات ابن سعد) اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ جب ماں اپنی اولاد پہ جان تک چھڑکتی ہے تو اولاد کو بھی ان کے جذبات کا احترام کرنا چاہیے۔

کسی نے کیا خوب کہا

جیہڑے گھر وچ ماں نہیں ہوندی اس ویڑے وچ چھاں نہیں ہوندی
پُتر بھاویں جان وی منگن ماواں کولوں ناں نہیں ہوندی

خدمتِ ماں اور فرمان سید مرسلاں ﷺ

بہت ساری احادیث میں والدین کے حقوق اور ان کے مرتبہ و مقام کا اکٹھا ذکر ہے لیکن کئی احادیث میں صرف ماں کی عظمت و شان الگ سے بیان کی گئی ہے یا ماں کے حقوق کو مقدم رکھا گیا ہے اس لیے چند احادیث اس حوالے سے سپردِ قلم کی جا رہی ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

یا رسول اللہ من احق بحسن صحابتی؟ اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امك ثم امك ثم امك ثم اباك ثم ادناك فادناك ۔ تیری ماں پھر

تیری ماں پھر تیری ماں۔ پھر تیرا باپ پھر جو جتنا زیادہ قریبی ہو پھر اس سے قریب والا۔ (بخاری ومسلم)

اسی مفہوم سے ملتی جلتی ایک حدیث ابن ماجہ شریف میں ہے جس کو حضرت مقدامؓ بن معدیکربؓ نے روایت کیا ہے اس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا،

ان اللّٰہ یوصیکم بامھاتکم (ثلاثًا)، ان اللّٰہ یوصیکم باٰباءکم ان اللّٰہ یوصیکم بالاقرب فالاقرب۔

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے (یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی) بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں تمارے باپوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اس کے بعد جو جتنا زیادہ قریب ہے اس کے قرب کے مطابق اللہ تعالیٰ تمہیں (حسن سلوک کا) حکم دیتا ہے۔ اس مفہوم کی اور بھی کئی احادیث کتب احادیث کے اندر موجود ہیں۔

☆ حضرت معاویہ بن جاھمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد جاھمہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔

یا رسول اللّٰہ اردت ان اغزو وقدجئت استشیرك۔

اے اللہ کے رسول! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں مشورہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ فقال ھل لك امك؟ فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا: نعم، ہاں ہے۔ فرمایا: فالزمھا فان الجنۃ عندر جلھا۔ (احمد، نسائی) اس کے پاؤں پکڑ لے جنت اس کے پاؤں میں ہے۔

ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے الجنۃ تحت اقدام الامھات (کنز العمال) جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

ماں کی خدمت کا صلہ

☆حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی حملت امی علی عنقی فرسخین فی رمضاء شدیدۃ لو القیت فیھا قطعۃ لحم لنضجت فھل ادیت شکرھا فقال لعلہ ان یکون بطلق واحدۃ

(رواہ الطبرانی فی الصغیر، عمدۃ القاری شرح بخاری، کتاب الادب ص ۱۲۹)

بے شک ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ: میں اپنی ماں کو اپنی گردن پہ اٹھا کر دو فرسخ (چھ میل) کا سفر کر چکا ہوں اور وہ بھی ایسی شدید گرمی میں کہ اگر اس میں گوشت کا ٹکڑا پھینکا جائے تو بھن جائے، تو کیا میں نے اپنی والدہ کی خدمت کا صلہ ادا کر دیا؟ فرمایا: تیرا یہ کام صرف ایک ہی مرتبہ (کی خدمت کا صلہ) ہے (نہ کہ ماں کی ساری خدمات کا)

ماں کے قدموں کا بوسہ

عمدۃ القاری شرح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی نذرت ان فتح اللہ علیک مکۃ ان اتی البیت فاقبل اسفل الاسکفۃ فقال قبل قدمی امک و قد وفیت نذرک ۔

(ج ۲۳ کتاب الادب ص ۱۳۹)

بے شک ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آیا اور عرض گزار ہوا

کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ پر مکہ کھول دے (فتح ہو جائے) تو میں بیت اللہ شریف کے پاس جا کر اس کی نچلی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ پس حضور علیہ السلام نے فرمایا اپنی ماں کے قدم چوم لے تیری نذر پوری ہو جائے گی۔

اس پر علماء فرماتے ہیں لا باس بتقبیل قبر الوالدین، والدین کی قبر کو چومنے میں بھی حرج نہیں ہے۔

لان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی حلفت ان اقبل باب الجنة وجبهة حور العین فامره ان یقبل رجل الام وجبهة الاب فقال یا رسول اللہ ان لم یکن ابوای حیین؟ قال قبل قبرهما قال فان لم اعرف قبر هما؟ قال خط خطین انواحدهما قبر الام والاخر قبر الاب فقبلهما ولا تحنث

(التبرک لعلی الاحمدی بحوالہ کشف الارتیاب ص ۴۴۰)

کیونکہ ایک بندہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے یارسول اللہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جنت کا دروازہ اور حور کی پیشانی چوموں گا، حضور علیہ السلام نے فرمایا: ماں کے قدم اور باپ کی پیشانی چوم لے۔ عرض کیا اگر میرے والدین فوت ہو گئے ہوں تو؟ فرمایا ان کی قبر کو بوسہ دے لے۔ عرض کیا اگر مجھے ان کی قبر کے بارے میں علم نہ ہو تو؟ فرمایا دو لکیریں لگا کر ایک کو ماں کی قبر سمجھ کر چوم لے اور دوسری کو باپ کی قبر کی نیت کر کے بوسہ دے لے اور قسم نہ توڑ۔

ماں کی خدمت کرنے سے بڑا گناہ معاف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔

یا رسول اللہ انی اصبت ذنبا عظیما فھل لی من توبۃ۔

یا رسول اللہ، میں نے بہت بڑا گناہ کرلیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا، ھل لک من ام ،کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا ھل لک من خالۃ، کیا تیری خالہ ہے؟ عرض کیا ہے، فرمایا فبرھا، خالہ سے اچھا سلوک کر (تیرا گناہ معاف ہو جائے گا کیونکہ الخالہ بمنزلۃ الام، خالہ ماں ہی کے قائم مقام ہوتی ہے) (رواہ الترمذی)

ماں ماں ہے اگرچہ کافرہ و مشرکہ ہو

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قریش مکہ کے (حدیبیہ والے) معاہدے کے زمانہ میں میری مشرکہ ماں میرے پاس (مکہ سے سفر کر کے مدینہ) آئی تو میں نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

ان امی قدمت علی وھی راغبۃ افاصلھا ؟

میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ میری خدمت کی حاجت مند ہے تو کیا میں اس کی خدمت کروں؟ قال نعم صلیھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہاں تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (بخاری و مسلم)

رضاعی ماں کا احترام

"جعرانہ" مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے جہاں حضور

علیہ السلام فتح حنین کے بعد سولہ دن قیام پذیر رہے اور مالِ غنیمت تقسیم فرماتے رہے حضرت ابوالطفیل غنوی فرماتے ہیں (اسی مقام پر) میں حضور علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی۔

فبسط النبی صلی اللہ علیہ وسلم رداء ہ حتّٰی قعدت علیہ۔

پس حضور علیہ السلام نے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور وہ عورت اس چادر پر بیٹھ گئی۔ حضرت ابوالطفیل فرماتے ہیں میں نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہے؟ فقالوا امه التی ارضعته۔ تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ سرکار دو عالم علیہ السلام کو دودھ پلانے والی (دائی حلیمہ) ہے (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ' ص ۴۲۰)

مرقات و مواہب لدنیہ میں یہ بھی ہے فقام ایضا وبسط ردائه لها وجلست، حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرمایا اور خاص ان کے لیے چادر بچھا دی جس پر وہ بیٹھ گئیں۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے ماں کی عزت کرنے کی صرف ہدایات ہی نہیں دیں بلکہ عملی نمونے بھی پیش فرمائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب رضاعی ماں کا اس قدر احترام ہے تو حقیقی ماں کی کیا شان ہوگی؟

مبارک تجھے یہ بڑائی حلیمہ — بنی تو محمد کی دائی حلیمہ
معطر دو عالم کو جو کر گیا ہے — یہ کس باغ سے پھول لائی حلیمہ
دیے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت — عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ
تیری گود میں وہ گلِ ہاشمی ہے — کہ طالب ہے جسکی خدائی حلیمہ

دردزہ کا ایک جھٹکا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو اس حال میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا کہ وہ اپنی ماں کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس شخص نے

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کی کہ ''آپ بتائیں کہ میں نے ماں کا حق ادا کر دیا''؟ آپ نے فرمایا: لاولا بزفرۃ، نہیں، بلکہ دردِ زہ کے ایک جھٹکے کا بھی نہیں، البتہ تو نے حسن سلوک اور نیکی کی ہے اور اللہ تعالیٰ درجہ بلند فرما دے گا اور کم پر زیادہ اجر و ثواب دے گا۔ (الزواجر جلدِ دوم)

ایسے ہی ایک شخص کو جو اپنی ماں کو پیٹھ پر اٹھا کر ضروریات کے لیے لے جاتا اور پھر واپس لاتا تھا جب اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے والدہ کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: نہیں کیونکہ تیری ماں تیری خدمت اس جذبے سے کرتی رہی کہ وہ تیرے زندہ رہنے کی آرزومند تھی اور تو یہ سب کچھ اس لیے کر رہا ہے کہ تو اس کی جدائی کا آرزومند ہے یعنی تاکہ بخیر و خوبی تو اپنا حق خدمت ادا کرلے اور وہ تجھ سے رخصت ہو۔ (اصلاح المجمع ص ۲۲۰)

ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھوں پہ اٹھا کر سات حج کرائے اور خیال کیا کہ شاید میں نے ماں کا حق خدمت ادا کر دیا ہے، خواب میں اس کو آواز آئی کہ جب سردی کے موسم میں تو اپنی ماں کے پاس سو رہا تھا اور تو نے پیشاب کر دیا تو تیری ماں نے اٹھ کر بستر دھویا، غریبی کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا چنانچہ تیری ماں گیلے بستر پہ سو گئی اور تجھے اس نے ساری رات سینے پر لٹائے رکھا ابھی تو اس ایک رات کا حق بھی ادا نہیں ہوا۔ (تعلیم الاخلاق ص ۲۶۷، سچی حکایات ج ۴ ص ۲۰۹)

ماں خلوص و مہر کا پیکر محبت کا ضمیر
ماں خدا کا رحم وہ دنیا میں جنت کی سفیر
ماں ز سرتاپا محبت ماں ز سرتاپا کرم
ماں وہ جس کے دم سے قائم ہے وفاؤں کا بھرم

اسی پس منظر میں ایک شاعر کا کتنا پیارا شعر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک

بار بچپن میں رات کے وقت میں ڈر گیا تو میں نے ڈر کر کہا اماں' وہ دن گیا اور یہ دن آیا کہ میری ماں آج تک سو نہیں سکی کیوں کہ وہی خیال اس کے ذہن میں گونج رہا ہے کہ کہیں میرا بیٹا پھر ڈر نہ جائے۔ حالانکہ اب خود صاحب اولاد ہو گیا ہوں۔

ایک مدت سے میری ماں نہیں سوئی تابشؔ
میں نے اِک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

ماں محبت کا ضمیر اور جنت کی سفیر ہے

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کی عظمت کے متعلق ارشاد فرمایا: ''جس نے ماں کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ ہوگا۔ (کنز العمال۔صحیح مسلم ص ۴۵، جلد نمبر ۷)

حضرت بشر علیہ الرحمہ ماں کے حقوق کی اس طرح وضاحت فرماتے ہیں: ''جو کوئی شخص اپنی والدہ سے اس وجہ سے قریب ہو کہ اس کی بات سنے تو وہ اس سے افضل ہے جو اللہ کے راستے میں اپنی تلوار چلاتا ہے''۔

ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنی ماں کے نان ونفقہ اور خدمت میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا مگر وہ پھر بھی مجھے اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی رہتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ادحقها فو الله لوقطعت لحمك ما اديت ربع حقها اما علمت ان الجنة تحت اقدام الامهات (درۃ الناصحین ص ۲۲۹)

تو اپنی ماں کا حق ادا کرتا رہ، اللہ کی قسم اگر وہ تیرے جسم کو کاٹ بھی لے تو پھر بھی تیری طرف سے اس کے حق کا چوتھائی حصہ بھی ادا نہیں ہوگا، کیا تو جانتا نہیں ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے۔

یہ حکم سن کر اس شخص نے عرض کیا ذالله لا اقول لها شيئاً۔ اللہ کی قسم! آج

کے بعد میں اپنی ماں کی ہر بات برداشت کروں گا اور جواب میں ایک لفظ بھی نہ بولوں گا، پھر وہ اپنی ماں کے پاس حاضر ہوا اور اس کے قدم چوم کر عرض کیا کہ مجھے میرے آقا نے یہی حکم دیا ہے۔

نام ماں کا کچھ اس قدر ہے حسین — جھوم جاتے ہیں آسمان و زمین
ماں کی سی نعمت جہاں میں کوئی نہیں — تم کو کرنا پڑے گا اس پر یقیں
جس نے بھی ماں کا احترام کیا — وہ بشر سرخرو جہاں میں ہوا
ماں کی عظمت کو جس نے جانا ہے — پھر ہوا ہے وہ نامراد کہیں؟

ایک وضاحت

قرآن مجید میں والدین کی اطاعت کا جہاں حکم ہے اس سے امور خیر میں اطاعت کرنا مراد ہے خدانخواستہ اگر والدین اولاد کو گناہ کا حکم دیں تو ان کی بات ہرگز نہ مانی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ سے منع کیا ہے اور بہر طور اللہ و رسول کا حکم والدین کے حکم پر مقدم ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو ان کی والدہ حمنہ بنت ابی سفیان نے ان کے خلاف بطور احتجاج بھوک ہڑتال کر دی اور کہا: اگر تو نے اسلام نہ چھوڑا تو میں اسی حالت میں مر جاؤں گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی۔

وان جاھداك لتشرك بی مالیس لك به علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا (لقمان:۱۵)

جس کا خلاصہ یہی ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی و احسان کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ تمہیں گناہ کا حکم دیں تو گناہ بھی کر لو بلکہ جائز و بھلائی کے کاموں میں ان کی بات ضرور مانو۔

کئی نوجوان کہتے سنے گئے کہ ہم داڑھی رکھنا چاہتے ہیں مگر والدین نہیں رکھنے دیتے بلکہ بعض نے رکھی اور والدین نے سوتے میں کاٹ دی۔ ایسے والدین کو خدا ہدایت دے کہ جو اولاد کے ایسے پاکیزہ جذبے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے اللہ و رسول کے مقابل میں آجاتے ہیں۔ والدین کی ایسی حرکات کو نظر انداز کر دینا لازم ہے اور خدا و رسول کے احکامات پہ عمل کرنا ضروری ہے، والدین کا مرتبہ اولاد کی نگاہوں میں اللہ اور اسکے رسول نے ہی تو بڑھایا ہے۔

اب مسلمان والدین کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اولاد کو خدا اور رسول کے ارشادات پر عمل کرنے سے باز رکھیں اور پھر اس گئے گزرے دور میں کوئی بچہ شریعت کی طرف آتا ہے تو والدین کو گھی کے چراغ جلانے چاہئیں اور سجدہ شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ اولاد ماں کا دودھ پینے کی بجائے ڈبے کا دودھ پیتی ہے اور انگریز کی تعلیم حاصل کر کے اگر شریعت کی بات کرتی ہے تو اور کیا چاہیے؟ اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا

طفل میں بو آئے کیوں ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

مسئلہ: ایک مسئلہ یہ بھی یاد رہے کہ اگر خدانخواستہ کسی کے والدین مشرک ہوں اور وہ اس کو مجبور کریں کہ ہمیں بت خانے لے جا تو فلا تطعھما کے تحت بیٹے کے لیے والدین کو بت خانے لے جانا ہرگز جائز نہیں ہے لیکن اگر کسی طریقے سے وہ وہاں چلے جائیں اور پھر بیٹے کو پیغام بھیجیں کہ ہمیں آ کر لے جا تو بیٹے کو چاہیے کہ جا کر اپنے والدین کو واپس لے آئے۔ لے کر جانا گناہ ہے اور واپس لانا ثواب ہے۔ غور کرو کہ مشرک والدین کی خدمت پر بھی ثواب مل رہا ہے تو موحد والدین کی خدمت پہ کس قدر ثواب ملتا ہوگا۔

؎ دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

قبر میں قرآن پاک کی تلاوت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جنت میں قرآن پاک کی تلاوت کی آواز سن کر پوچھا، من ھذا؟ یہ کون ہے جو قرآن کی تلاوت کر رہا ہے فرشتوں نے عرض کیا۔ حارثہ بن نعمان آپ کے صحابی ہیں۔ جب حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام سے یہ بات سنی تو ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ ہمیں پتہ چلے کہ حضرت حارثہ کو کس عمل کے نتیجے میں یہ فضیلت ملی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: وکان ابر الناس بامہ، حارثہ کو یہ فضیلت اس لیے ملی ہے کہ وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر اپنی ماں کی خدمت کیا کرتا تھا۔

(مشکوۃ ص ۴۱۹، مراۃ شرح مشکوۃ ج ٦ ص ۵۳۵، شرح السنہ، خلاصۃ)

وقف ہے کس کی زباں تیری دعاؤں کے لیے
کون ہے سینہ سپر تیری بلاؤں کے لیے
کیا کبھی تو نے تدبر بھی کیا اے نوجواں
کس کے سینے سے چمٹتی تھی تری ننھی سی جاں

مقبول حج کا ثواب

حج کرنا کس قدر مشکل عمل ہے لیکن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ثواب حاصل کرنا کتنا آسان بنا دیا ہے اور یہ نعمت بھی ہمیں والدین کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مامن ولد بار ینظر الی والدیہ نظر رحمۃ الا کتب اللہ لہ

بِکلِ نظرۃ حجۃ مبرورۃ قالوا وان نظر کل یوم مائۃ مرۃ قال نعم اللہ اکبر واطیب (مشکوٰۃ باب البر والصلۃ)

یعنی والدین کا اطاعت شعار اور خدمت گزار بیٹا جب اپنے والدین کی طرف نگاہ رحمت سے ایک بار دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا کرتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! اگر کوئی روزانہ سو بار دیکھ لے تو؟ فرمایا، ہاں اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور بہت پاک ہے (مطلب یہ کہ اللہ کے خزانوں میں کیا کمی ہے اگر کوئی کروڑ بار بھی روزانہ یہ عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنے ہی مقبول حجوں کا ثواب عطا فرمائے گا)

اس سے اندازہ لگالیں کہ جب والدین میں سے کسی ایک کا ایک بار محبت سے چہرہ دیکھنا حج مقبول کا ثواب ہے تو جس محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے قدموں پر سارے جہاں کے والدین قربان پھر ان کا چہرہ دیکھنا کس قدر فضیلت رکھتا ہوگا اور وہ خوش نصیب جو صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار میں محو رہتے تھے ان کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے
وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے
صحابہ وہ جن کی ہر صبح، صبح عید ہوتی تھی
نبی کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

درمنثور ج ۴ میں ہے کہ جو شخص اپنی عمر میں برکت اور رزق میں اضافہ چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔

نزھۃ المجالس میں ہے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا جنت میں انبیاء کرام سے صرف ایک درجہ نیچے ہوگا جبکہ والدین کو ستانے والے اور شیطان کے درمیان دوزخ میں صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد از وصال کسی دوست نے خواب میں دیکھا کہ جنت کی سیر فرما رہے ہیں اور اللہ کی حمد و ثناء کر رہے ہیں۔ دوست نے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کیسے ملا تو آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک، ان کی خدمت اور ان کی سخت باتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے ''جو شخص اپنے والدین اور اپنے رب کا فرمانبردار ہوگا اس کا مقام اعلیٰ علیین میں ہوگا''۔ (عیون المجالس) کسی نے کیا خوب کہا ہے:

لکھاں ساک نیں بندے دے وچ دنیا پر نئیں ساک کوئی ماں دے ساک ورگا
پُتر بھانویں زمانے دا ولی ہووے پر نئیں ماں دے پیراں دی خاک ورگا

حضرت بایزید بسطامی ہی کا واقعہ ہے فرماتے ہیں میری عمر بیس برس تھی کہ والدہ ماجدہ نے مجھے بلایا تو میں نے اپنا ہاتھ بطور تکیہ ان کے سر کے نیچے رکھ دیا جو سن ہو گیا مگر احتراماً میں نے ہاتھ نہ نکالا تاکہ ان کے آرام میں خلل نہ آئے، اس دوران میں نے دس ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لی۔ ہاتھ مفلوج ہو گیا (لیکن اولیاء کی سرداری تو مل گئی۔) (نزھۃ المجالس ج ۱ ص ۱۹۶)

آپ ہی کا واقعہ ہے کہ سخت سردی کی رات تھی، میری ماں نے پانی مانگا جب میں پانی لے کر حاضر ہوا تو والدہ سو چکی تھیں، میں پانی لے کر کھڑا رہا ... بعد پھر بیدار ہوئیں تو میں نے پانی پیش کیا سردی اس قدر تھی کہ میری انگلی پر ایک قطرہ پانی گرا تو برف بن گیا، میں نے اس کو اتارنا چاہا تو میری انگلی کا گوشت اتر گیا اور خون جاری ہو گیا۔ والدہ ماجدہ کو پوری بات معلوم ہوئی تو انہوں نے دعا

کی "یا اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا"۔

(نزہۃ المجالس ج اص ۱۹۶)

اور ماں بھی ایسی کہ جب حضرت بایزید اپنی ماں کے پیٹ میں تھے تو ماں نے کبھی مشتبہ کھانا نہ کھایا تھا۔ ایسی ہی ماؤں کے ہاں پیدا ہونے والے بیٹے بایزید بسطامی بنتے ہیں۔

والدہ خواب محبت کی صحیح تعبیر ہے
والدہ صدق و صفا کے لفظ کی تفسیر ہے
والدہ مہر و وفا کی اک حسیں تصویر ہے
والدہ کیا ہے سراپا جذبۂ تعمیر ہے
بستیٔ الفت کی آبادی اسی کے دم سے ہے
گلشن ہستی کی شادابی اسی کے دم سے ہے

جنت کے دروازے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من اصبح مطیعا للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من الجنۃ وان کان واحدفواحد (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم مانتا ہو (یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے) تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہے (اور اس کی خدمت کا جذبہ لے کر صبح کی) تو جنت کا ایک دروازہ اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔

حضرت ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے ایک شخص نے والدین کے حقوق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ھما جنتك ونارك، (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

یہ دونوں تیرے لیے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔

یعنی ان کی خدمت کرے گا تو جنت کا حق دار بن جائے گا ورنہ یہ ہستیاں تیرے لیے جہنم کا بھڑکتا ہوا شعلہ اور آگ کا دہکتا ہوا انگارہ ہوں گی۔ جنت بھی تیری ہیں یہی اور دوزخ بھی یہی ہیں۔

اللہ کی ہدایت ماں باپ کی ہے خدمت
دونوں جہاں کی عزت ماں باپ کی ہے خدمت
دل کی بہار یہ ہے جاں کا قرار یہ ہے
ہر اک قدم پہ رحمت ماں باپ کی ہے خدمت
بوڑھا انہیں جو پاؤ ہرگز نہ دل دکھاؤ
قرآن کی نصیحت ماں باپ کی ہے خدمت

والدین کی نافرمانی

یاد رہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے فوراً بعد والدین سے حسن سلوک کا ذکر فرمایا۔ مثلاً،

لاتعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احسانا۔ (البقرہ)

وقضی ربك ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا (الاسراء)

اس طرح شرک سے منع کرنے کے فوراً بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر ہے اور اس کے بعد اولاد کو قتل کرنے سے منع کرنا، ناحق قتل سے روکنا اور دیگر بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے دیکھیے سورہ انعام آیت ۱۵۱،۱۵۲

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت بڑی نیکی ہے اس نیکی کے فوراً بعد جس نیکی کا نمبر آتا ہے وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی نیکی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا سب سے بڑا گناہ ہے اس گناہ کے بعد والدین کی نافرمانی سب سے بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ بتاؤں؟ عرض کیا گیا بتائیں، فرمایا:

الاشراك بالله وعقوق الوالدين (بخاری ص ۲۶۲، مسلم ج ۱ ص ۶۴)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

ایک حدیث میں ہے کہ تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو دہرایا۔

ملعون من عق والديه (طبرانی، حاکم، فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۹۴)

ملعون وخدا کی رحمت سے دور ہے جو اپنے والدین کو ستاتا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا،

رغم انفه رغم انفه رغم انفه، ذلیل ورسوا ہوا۔ جب پوچھا گیا کون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے فرمایا:

من ادرك والديه عند الكبر احدهما او كليهما ثم لم يدخل الجنة (مشکوٰۃ ص ۴۱۸)

جو شخص اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر (انکی خدمت کر کے) جنت میں نہ جاسکے۔ نیز فرمایا تین شخصوں کی نہ فرضی عبادت قبول ہے نہ نفلی، ان میں سے پہلا وہ ہے جو والدین کو ستاتا ہے

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۹۴، بحوالہ ابن ابی عاصم فی السنہ بسند حسن)

ماں باپ نہ ہوں راضی ناراض ہے خدا بھی
اللہ کی مسرت ماں باپ کی ہے خدمت
ان کی سبھی دعائیں درد و الم مٹائیں
ہر دم پیام راحت ماں باپ کی ہے خدمت

(پروفیسر محمد احمد شاد)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ قرار دیا تو صحابہ کرام نے حیران ہو کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بھلا اپنے والدین کو کون گالی دیتا ہے، فرمایا،

یسب الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۳)

کوئی کسی کے والدین کو گالی دے اور وہ جواب میں اس کے والدین کو گالی دے۔ (تو گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی اگر یہ آغاز نہ کرتا تو جواب میں اس کے والدین کو گالی نہ دی جاتی اور اب تو لوگ کھلم کھلا خود والدین کو گالیاں دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ) عرض کیا گیا حضور! اگرچہ والدین بیٹے پر ظلم ہی کرتے ہوں (تب بھی والدین کی خدمت میں ضروری ہے) فرمایا:

وان ظلماہ وان ظلماہ وان ظلماہ۔ (مشکوٰۃ ص ۴۳۱)

ہاں اگرچہ ظلم ہی کرتے ہوں (تین مرتبہ یہی فرمایا)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے سونگھی جا سکتی ہے لیکن احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب کا عادی یہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گے۔ (رواہ الطبرانی فی الصغیر، الدعوۃ الاصلاحیہ ص ۱۶۶)

☆ نبی اکرم علیہ السلام کا ارشاد ہے کل الذنوب یغفر اللہ منہا

ما شاء الاعقوق الوالدین فانه یعجل لصاحبه فی الحیاة والممات (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

اللہ تعالیٰ جو گناہ چاہے بخش دے مگر والدین کی نافرمانی نہیں بخشتا بلکہ (آخرت میں اس گناہ کی سزا کے علاوہ) دنیا میں بھی اس کی سزا دیتا ہے۔ یعنی والدین کی نافرمانی کرنے والے کے لئے اس قدر سخت وعید ہے کہ وہ نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی سخت عذاب کا مستحق ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''معراج کی رات میں نے کچھ لوگوں کو آگ کے اندر اس حال میں دیکھا کہ وہ آگ کے تنوروں میں لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: ''اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو ماں، باپ کو گالیاں دیتے تھے''۔

ماں کی نافرمانی حرام ہے

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن چیزوں کو حرام فرمایا ان میں سرفہرست ماں کی نافرمانی ہے۔

ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات ووأدالبنات ومنع وھات وکرہ لکم قیل وقال وکثرة السوال واضاعة المال۔

(بخاری شریف)

بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا۔ (راہ خدا میں خرچ کرنے سے) روکنا، مانگنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا، (بیکار) گفتگو کرنا، کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ غور کریں! ان تمام گناہوں میں سب سے پہلا گناہ ماں کی نافرمانی کو قرار دیا گیا نیز پہلے نمبر پر اس کا ذکر اس کے بڑا ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے اور کیوں نہ ہو۔

انبیاء بھی اس کی آغوشِ محبت میں پلے
اولیاء بھی اس کے آخر دستِ شفقت میں پلے
اتقیاء بھی اس کے دامان عطوفت میں پلے
اصفیاء بھی اس کے احسان و مروت میں پلے
اس کی خدمت سب پہ لازم ہے بشر کوئی بھی ہو
اس کی خوشنودی مقدم ہے حشر کوئی بھی ہو

آج کل اکثر لوگ اپنی ماؤں کے مقابلے میں اپنی بیویوں کو ترجیح دیتے ہیں وہ درج ذیل حدیث پاک سے عبرت حاصل کریں جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے مہاجرین و انصار کی جماعت! جو اپنی زوجہ کو اپنی ماں پر ترجیح دے یعنی فضیلت دے تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی ''لعنت'' اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض قبول فرمائے گا نہ نوافل مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کی رضا و خوشنودی طلب کرے اللہ تعالیٰ کی رضا ماں کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں کی ناراضگی میں ہے''۔ (الزواجر جلد دوم)

غور کریں کہ اسلام نے عورت کو بحیثیت ماں کتنا ارفع، اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے تو انہیں بھی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزاریں کہ جس رب نے ان کو اتنا بڑا مقام عطا فرمایا ہے اس کا کچھ تو شکر ادا ہو سکے۔ لیکن ہماری مائیں اپنے مقام کو بھول کر نیز اپنے رب کے احسان کو بھول کر کس قدر اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا ہماری ماؤں کو چاہیے کہ اسلام نے بحیثیت ماں انہیں جو مرتبہ عطا فرمایا ہے اس مرتبے کو مدنظر رکھیں اور اپنی اولاد کی تربیت دینی طریقے سے کریں۔

عشق کی دنیا تیرے اخلاص سے آباد ہے
تیرا دل حرص و ہوا سے کلیتًا آزاد ہے

ماں کی دعا کا اثر

نزہۃ المجالس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: سمندر کی طرف جائیں اور وہاں عجیب منظر ملاحظہ کریں۔ آپ نے اپنے وزیر حضرت آصف کو ساتھ لیا اور ساحل سمندر پر پہنچے مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ تو حضرت آصف کو حکم دیا کہ سمندر میں غوطہ لگائیں۔ جب انہوں نے حکم کی تعمیل کی تو ایک عجیب وغریب گنبد نما عمارت نظر آئی جس میں چار دروازے موتی، یاقوت، جواہر اور زبرجد کے بنے ہوئے پائے اور سبھی کھلے پڑے ہیں لیکن ان میں قطرہ بھر پانی بھی اندر نہیں جاتا۔ اس گنبد نما عمارت میں ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان عبادت میں مصروف ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے پاس گئے اور اس سے سارا حال معلوم کیا۔ وہ بیان کرنے لگا حضور! میرا باپ اپاہج اور والدہ اندھی تھی۔ میں نے سات سال تک دونوں کی خوب خدمت کی۔ میری والدہ کا وقت اجل آیا تو اس نے مجھے دعا دی ''الٰہی! اس کو اپنی عبادت کے لیے طویل عمر عطا فرما''۔ بعض روایات میں یہ دعا مذکور ہے اللھم ارزقه القناعة واجعل مكانه بعد وفاتي في موضع لا في الارض ولا في السماء، اے اللہ میرے بیٹے کو قناعت عطا فرما اور میری وفات کے بعد اسے ایسی جگہ ٹھکانہ عطا فرما جو نہ زمین میں ہو نہ آسمان میں۔

(درۃ الناصحین فی القواعد والارشاد ص ۴۸، ۴۹)

جس نے ماں کا ادب بہ دل ہے کیا
وہ کبھی نہ ذلیل و خوار ہوا

تم کو مل جائے گی بہشت بریں
ماں سی نعمت جہاں میں کوئی نہیں

اسی طرح جب میرے والد ماجد کے وصال کا وقت پہنچا تو انہوں نے بھی دعا سے نوازا۔ ''الٰہی! میرے بیٹے کو ایسی جگہ عبادت کی توفیق عطا فرما جہاں شیطان کا گزر تک نہ ہو۔ چنانچہ میں ایک دن ادھر آ نکلا تو مجھے یہ گنبد نظر آیا۔ میں اندر داخل ہوا اور اسی دن سے یہاں مصروفِ عبادت ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ''تم کتنے عرصے سے یہاں مصروفِ عبادت ہو''؟ وہ عرض گزار ہوا کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے یہاں ہوں''۔ حساب لگایا گیا تو دو ہزار چار صد سال گزر چکے تھے۔ لیکن اس کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا۔ جب اس کی خوراک کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگا ''ایک پرندہ جس کا سر انسان کی طرح ہے وہ کوئی زرد سی چیز لاتا ہے مجھے اسمیں دنیا کی ہر چیز کا لطف نصیب ہوتا ہے اور بھوک، پیاس، گرمی، سردی، نیند، غفلت، وحشت میرے قریب تک نہیں آتی''۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمائی اور وہ اپنے گنبد میں اسی طرح عبادت سے سرشار ہونے لگا۔

اے اللہ میرے بیٹے کو جنت میں اپنے موسیٰ کا ساتھی بنا دے

ایک بار اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی: الٰھی ادنی جلیسی فی الجنۃ ''اے مالک ومولیٰ! تو دنیا میں مجھے میرے جنت کے ساتھی سے ملا دے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم فلاں شہر کے فلاں بازار میں چلے جاؤ وہاں ایک قصاب ہے جس کا چہرہ مہرہ اس طرح کا ہے وہی تیرا رفیق جنت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قصاب کی دکان پہ تشریف لے گئے اور وہیں شام تک رہے، دن

ڈوبنے کے بعد قصاب گوشت کا ایک ٹکڑا تھیلے میں لے کر چلا تو اس کی دعوت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے گھر تشریف لے گئے اس شخص نے عمدہ قسم کا گوشت پکایا پھر گھر کے اندر سے ایک تھیلا نکالا اس میں ایک کمزور سی بڑھیا تھی، وہ اتنی نحیف اور دبلی تھی جیسے کبوتر کا بچہ ہو، اس کو تھیلے سے نکال کر چمچے سے کھانا کھلایا، وہ شکم سیر ہوگئی تو اس نے بڑھیا کے کپڑے دھوئے اسے سوکھا کر پہنایا، پھر تھیلے میں رکھ دیا۔ اب بڑھیا نے اپنے ہونٹ ہلائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں وہ یہ دعا کر رہی تھی:

اللھم اجعل ابنی جلیس موسٰی فی الجنة

''اے اللہ میرے بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہمنشیں بنادے''۔

پھر اس شخص نے بڑھیا کے تھیلے کو ایک کھمبے میں لٹکا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، یہ میری ماں ہیں جو انتہائی لاغر و کمزور ہوچکی ہے یہاں تک کہ اس میں بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں۔

فقال موسی علیه السلام لك البشارة، انا موسٰی، وانت جلیسی فی الجنة۔ (درۃ الناصحین ص ۴۹)

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھے خوشخبری ہو، میں موسیٰ ہوں اور تو میرا رفیق جنت ہے''۔

رات بھر ننھے کی خاطر جاگتی رہتی ہے کون؟
ہر مصیبت خندہ پیشانی سے پھر سہتی ہے کون؟
چاند میرا، لعل میرا، روز و شب کہتی ہے کون؟
گھر سے رخصت کر کے تجھ کو منتظر رہتی ہے کون؟

یاد کر عہد طفولیت کے احسانات کو
آجگہ دیں اپنے سر آنکھوں پہ امہات کو

والدین اور بالخصوص ماں کی نافرمانی کے نتیجے میں دنیا و آخرت کے اندر کس قدر دردناک حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس بارے میں چند واقعات سپرد قلم کئے جارہے ہیں۔ اے ماں باپ کے نافرمان ؎ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

حضرت جریج کی کہانی محبوبِ خدا کی زبانی

عن ابی هريرة رضی الله عنه انه قال كان جريج يتعبد فی صومعة فجائت امه قال حميد فوصف لنا ابو رافع صفة ابي هريرة لصفة رسول الله صلی الله عليه وسلم امه حين دعته كيف جعلت كفها فوق حاجبها ثم رفعت راسها اليه تدعوه فقالت ياجريج انا امك كلمنی فصادفته يصلی فقال اللهم امی وصلاتی فاختار صلاته فرجعت ثم عادت فی الثانية فقالت ياجريج انا امك فكلمنی قال اللهم امی وصلاتی فاختار صلاته فقالت اللهم ان هذا جريج وهوا بنی وانی كلمته فابی ان يكلمنی اللهم فلا تمته حتی تريه الموسات قال ولودعت عليه ان يفتن ففتن قال وكان راعی ضان يهدی الی ديره قال فخرجت امراة من القرية فوقع عليها الراعی فحملت فولدت غلاما فقيل لها ما هذا؟ قالت من صاحب هذا الدير قال فجاءوا بفؤسهم ومساحيهم فنادوه فصادفوه يصلی فلم يكلمهم قال فاخذوا

یھدمون دیرہ فلما رای ذلک نزل الیھم فقالو الہ سل ھذہ قال فتبسم ثم مسح راس الصبی فقال من ابوک قال ابی راعی الضان فلما سمعوا ذلک منہ قالوا نبنی ما ھدمنا من دیرک بالذھب والفضۃ قال لا ولکن اعیدوہ ترابا کما کان ثم علاہ.(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۱۳، ۲۱۴ باب تقدیم برالوالدین علی التطوع بالصلوۃ وغیرھا)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جریج اپنے معبد میں عبادت کر رہے تھے اتنے میں ان کی ماں آئی۔ حمید کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی اس طرح صفت بیان کی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صفت بیان کی تھی۔ جب ان کی ماں نے انہیں بلایا تو انہوں نے کس طرح اپنی ہتھیلی اپنی بھووں پر رکھی تھی۔ پھر اس کی طرف سر اٹھا کر اس کو آواز دی اور کہا اے جریج! میں تمہاری ماں ہوں تم مجھ سے بات کرو۔ جریج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ جریج نے دل میں کہا اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے۔ پھر انہوں نے نماز کو اختیار کر لیا۔ ماں واپس لوٹ گئی۔ پھر دوبارہ آئی اور کہا اے جریج! میں تمہاری ماں ہوں، مجھ سے بات کرو۔ جریج نے دل میں کہا اے اللہ ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے۔ پھر انہوں نے نماز کو اختیار کیا۔ ان کی ماں نے کہا اے اللہ! یہ جریج میرا بیٹا ہے میں اس سے بات کرتی ہوں اور یہ انکار کرتا ہے اے اللہ! اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ آپ نے

فرمایا: اگر وہ یہ دعا کرتی کہ جریج فتنہ میں پڑ جائے تو وہ فتنہ میں پڑ جاتا۔ آپ نے فرمایا ایک دنبوں کا چرواہا تھا جو جریج کے معبد میں ٹھہرتا تھا، ایک دن بستی سے ایک عورت نکلی تو اس چرواہے نے اس کے ساتھ بدکاری کی، وہ عورت حاملہ ہو گئی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا' اس عورت سے پوچھا گیا یہ کس کا بچہ ہے؟ اس عورت نے کہا اس معبد والے کا بچہ ہے۔ لوگ اپنے پھاوڑے اور کلہاڑے لے کر آئے اور جریج کو آواز دی۔ جریج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے ان لوگوں سے بات نہیں کی۔ لوگوں نے اس معبد کو گرانا شروع کر دیا۔ جب جریج نے یہ معاملہ دیکھا تو ان کے پاس اتر کر آئے۔ لوگوں نے ان سے کہا دیکھو یہ عورت کیا کہتی ہے؟ جریج مسکرائے پھر انہوں نے اس بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا میرا باپ دنبوں کا چرواہا ہے۔ جب لوگوں نے یہ جواب سنا تو انہوں نے کہا ہم نے تمہارے معبد کو جو گرایا ہے اس کے عوض سونے اور چاندی کا معبد بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا نہیں تم اس کو پہلے کی طرح مٹی کا ہی بنا دو یہ کہہ کر وہ پھر اوپر چلے گئے''۔

غور کیجیے! ایک ولی اللہ نے نفل نماز کے تحفظ کے لیے اپنی ماں کی خدمت میں حاضر نہ ہو کر ماں کی دل آزاری کی تو کس قدر بھیانک سزا بھگتی اور اللہ تعالیٰ نے وہی سزا تجویز فرمائی جو اس کی ماں کے منہ سے نکلی تھی ورنہ کوئی دوسری سزا بھی دی جا سکتی تھی۔ اس لیے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ سزا میرے کسی دوسرے گناہ کے سبب سے ہو سکتی ہے۔ کیا ہم آج والدین کی دل آزاری کے سلسلہ میں اس سے بڑے بڑے کام نہیں کر جاتے جن کاموں میں نفلی عبادت کا تحفظ تو کیا کھلم

کھلا خدا اور رسول اور والدین کی نافرمانی ہوتی ہے۔

ہے قدموں تلے جس کے جنت وہ ماں ہے
محبت کے رنگوں میں سب سے حسین رنگ ماں ہے
اگر ماں کی دنیا میں عزت کرو گے
یہ سچی حقیقت ہے کہ تم خوش ہی رہو گے
یہ حکم خدا اور حکم نبی ہے
کتابوں میں اکثر یہی تم پڑھو گے

ماں کی خدمت کرنے میں بخل کرنے والوں کو سزا۔

سیدنا عمر فاورق رضی اللہ عنہ کے دور کا واقعہ ہے کہ ایک تاجر کی ماں نے اس سے خرچہ مانگا مگر اس نے بیوی کے کہنے پر ماں کو خرچہ دینے سے انکار کر دیا، ماں بے چاری روتی ہوئی تاجر بیٹے کے گھر سے خالی ہاتھ واپس چلی گئی، ایک دفعہ یہی تاجر تجارت کے سلسلہ میں کہیں جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں نے حملہ کر کے سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تاجر کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن کے ساتھ لٹکا دیا۔ (کیونکہ اس نے اپنی ماں کو خرچہ دینے سے ہاتھ روک لیا تھا، قدرت نے جرم کے مطابق اس کو سزا دی اور گردن کے ساتھ لٹکوا دیا تا کہ لوگوں کو عبرت ہو) راستے میں جو بھی اس کو دیکھتا تو تاجر کی طرف سے اس کو جواب ملتا۔

هذا جزائي فلو كنت اعطيت امّي بيدي درهما ماقطعت يدي وماسلبت مالي۔

یہ سزا مجھے اس لیے ملی ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے اپنی ماں کو ایک درہم نہ دے سکا (لہٰذا میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور میرا مال چھین لیا گیا) اگر میں ماں کے ساتھ ایسا نہ کرتا تو میرے ساتھ ایسا نہ ہوتا۔

پھر اس نے اپنی ماں سے معافی مانگی ماں نے کہا یا بنی انی رضیت عنک، اے میرے پیارے بچے میں تجھ سے راضی ہوں۔ چنانچہ رات کو قدرت خداوندی سے اس کا ہاتھ بالکل پہلے کی طرح تندرست ہو گیا۔

(درۃ الناصحین فی الوعظ الارشاد ص ۲۳۰)

خدا کی خدائی میں سب سے جدا ہے ۔۔۔ جو یہ روٹھ جائے تو روٹھے خدا ہے
یہ تحفہ ہے قدرت کا درس وفا ہے ۔۔۔ یہ شب کے اندھیروں میں جلتا دیا ہے
کبھی مجھ کو گھیرا جو رنج و الم نے
میرے واسطے ماں بن گئی دعا ہے

ماں کی نافرمانی میں کعبہ کو جانے والے بزرگ کا حال

ایک بزرگ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ ان کی ایک ماں تھیں جوان کے مکہ جانے پر خوش نہ تھیں، یہ بزرگ منت وسماجت کے باوجود انہیں راضی نہ کر سکے اور مکہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے ادھر ان کی ماں نے بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی کہ پروردگار عالم! میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو اس پر کوئی عذاب نازل فرمادے۔

یہ بزرگ رات کے وقت ایک شہر میں پہنچے تو عبادت کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے، عجیب اتفاق! اسی رات ایک چور کسی کے گھر میں داخل ہوا، مالک مکان کو جب چور کے آنے کا علم ہوا تو وہ چور کے پیچھے بھاگا اور چور جلدی سے مسجد کی طرف بھاگا، لوگوں نے چور کا پیچھا کیا تو چور مسجد کے دروازے کے پاس آکر غائب ہو گیا۔ لوگ یہ سمجھ کر کہ وہ مسجد میں ہی گیا ہے اندر چلے گئے۔ وہاں دیکھا کہ یہی بزرگ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، انہیں پکڑ کر حاکم شہر کے پاس لے گئے۔ حاکم نے ان کے ہاتھ پیر کاٹنے اور آنکھوں کے نکالنے کا فرمان

صادر کیا تو لوگوں نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے، آنکھیں نکال دیں اور شہر میں اعلان کر دیا کہ یہ چور کی سزا ہے۔ بزرگ نے فرمایا:

لا تقولوا ذلك، بل قولوا هذا جزاء من قصد طواف مكة بلا اذن امه.

''یہ مت کہو کہ چور کی سزا ہے، بلکہ یہ کہو کہ یہ ماں کی اجازت کے بغیر طوافِ کعبہ کا ارادہ کرنیوالے کی سزا ہے''۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تو ایک بزرگ ہیں اور ان کے حال سے واقف ہوئے تو رونے لگے اور انہیں ان کے عبادت خانے کے پاس لا کر چھوڑ گئے۔ ان کا تو یہ حال ہے، ادھر ان کی ماں اسی عبادت خانے کے اندر یہ دعا کر رہی تھیں۔

يا رب ان ابتليت ابني ببلاء اعده الي حتى اراه.

''اے پروردگار! اگر تو نے میرے بیٹے کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے تو اسے میرے پاس لوٹا دے تاکہ میں اسے دیکھ لوں''۔

ماں تو اندر یہ دعا مانگ رہی ہے اور بیٹا دروازے پر یہ صدا دے رہا ہے: میں ایک بھوکا مسافر ہوں، مجھے کھانا کھلایئے (نہ بیٹا کو معلوم کہ اپنے ہی دروازے پر صدا دے رہا ہے، نہ ماں کو پتہ کہ یہ بھوکا مسافر میرا ہی بیٹا ہے) ماں نے کہا دروازے کے پاس آؤ، مسافر نے کہا میرے پاس پیر نہیں ہیں میں کیسے آؤں۔ ماں نے کہا ہاتھ بڑھاؤ، مسافر نے کہا میرے پاس ہاتھ بھی نہیں۔ ماں اب تک انہیں پہچان نہ سکی تھی اور بولی: اگر سامنے آ کر میں تجھے کھانا کھلاؤں تو میرے اور تیرے درمیان حرمت قائم ہو جائیگی۔ (یعنی تو مجھے دیکھ لے گا جو کہ منع ہے) یہ بولے آپ اس کا بھی اندیشہ نہ کریں میں نگاہوں سے محروم ہوں۔ تو ماں ایک روٹی

اور کوزے میں ٹھنڈا پانی لے کر آئی اور اسے کھلایا، پلایا مگر پھر بھی پہچان نہ سکی، البتہ مسافر نے پہچان لیا، اس نے اپنا چہرہ ماں کے قدموں میں رکھ کر عرض کیا:

انا ابنك العاصی

''اے مہرباں ماں! میں آپ کا نافرمان بیٹا ہوں''۔

اب ماں بھی پہچان گئی اور بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر سینے کے اندر اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور زبان کی راہ سے اس کے دل سے یہ صدا بلند ہوئی۔

یا رب اذا کانت الحالہ کذلك فاقبض روحی و روحہ حتی لایری الناس سواد وجهنا.

''اے پروردگار! جب حال اتنا برا ہو گیا ہے تو میری اور میرے فرزند کی روح کو قبض فرما لے تا کہ لوگوں کے سامنے ہم روسیاہ و شرمندہ نہ ہوں''۔

ابھی یہ دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ماں بیٹا دونوں فوت ہو گئے۔

(درۃ الناصحین فی الوعظ والارشاد ص ۲۲۰ ترجمہ مفتی نظام الدین رضوی)

ہے سانسوں میں جس کی بہاروں کی خوشبو
وہ ماں کے سوا دوسرا کون ہے؟
کبھی چاندنی ہے کبھی کہکشاں
ہے ماں ہی محبت کا سارا جہاں
کبھی خود ہے منزل کبھی کارواں
کبھی تشنگی میں وہ آب رواں
گھٹن جب بڑھی تو ہوا بن گئی ہے
محبت میں سارا جہاں بن گئی ہے

ماں کو گدھی کہہ کر پکارنے والا خود گدھا بن گیا

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کچھ مسافروں نے ایک بیابان میں پڑاؤ ڈالا تو وہ رات بھر مسلسل گدھے کے چیخنے کی آوازیں سنتے رہے، اس کے باعث انہیں رات بھر نیند نہیں آئی، صبح کے وقت وہ لوگ گدھے کو دیکھنے چلے تو ایک خیمے کے پاس پہنچے اس میں ایک بڑھیا تھی، مسافروں نے اس سے پوچھا کہ ہم لوگ رات بھر گدھے کے چیخنے سے جاگتے ہی رہ گئے اور ہمیں تیرے پاس کوئی گدھا نہیں دکھائی دیتا؟ بڑھیا نے کہا وہ ''گدھا'' دراصل میرا بیٹا ہے وہ مجھے گدھی گدھی کہہ کر پکارا کرتا تھا تو ایک دفعہ میں نے خدائے قدیر سے دعا کی اے پروردگار! تو اس نالائق کو گدھا ہی بنا دے، اس دادرس نے میری فریاد سن لی، اب یہ ہر رات صبح تک گدھے کی طرح چیختا رہتا ہے۔ مسافروں نے کہا! ہمیں اس کے پاس لے چلو تا کہ ہم بھی اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ بڑھیا انہیں اس کے پاس لے گئی وہ ایک قبر میں پڑا تھا اور اس کی گردن گدھے کی طرح ہو گئی تھی۔

(قلیوبی ص ۲۶)

صاحب نزہۃ المجالس علامہ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمۃ نے بروایت بعض تابعین ترغیب وترھیب کے حوالے سے بھی اس روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ لکھا ہے اس میں ہے کہ یہ نوجوان شراب پی کر گدھے کی طرح آواز نکالتا تھا اور اس کی ماں اس کو اس فعل بد سے منع کرتی تھی لیکن وہ باز نہ آتا اور اب اس وجہ سے روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور وہ قبر سے نکل کر تین مرتبہ گدھے کی سی آواز نکالتا ہے۔ (العیاذ باللہ، استغفر اللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

جس کے قدموں کے نشاں ہیں کہکشاں در کہکشاں
جس کی رفعت اور بلندی آسماں در آسماں

ماں ہے جس کی گود میں ہیں کھیلتے قطب و امام
ماں کے قدموں میں ہے جنت ماں کے قدموں کو سلام

زبان پہ کلمہ کیوں نہیں جاری ہو رہا؟

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ ایک جوان موت و حیات کی کشمکش اور جانکنی کے حال میں ہے، اسے تلقین کی گئی کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے مگر نہ پڑھ سکا سرکار نے پوچھا کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ تو عرض کیا ہاں یہ سن کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو ساتھ ہی ہم لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ آپ اس جوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہو لا الہ الا اللہ وہ بولا! یہ کلمہ پڑھنے کی طاقت میری زبان میں نہیں، میں اس سے عاجز ہوں۔ سرکار نے اس کی وجہ پوچھی، تو اس نے خود ہی بتایا کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔ تو سرکار نے پوچھا کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟ صحابہ کرام نے بتایا ہاں زندہ ہے۔ تو آپ نے فوراً اس کی والدہ کو طلب کیا، وہ حاضر ہوئی تو آپ نے پوچھا کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ وہ بولی ہاں:

فقال ارأیت لو اججت نارضخمة فقیل لك ان شفعت له خلینا عنه والا حرقناه بهذه النار اکنت تشفعین له ؟

"تو آپ نے فرمایا بتاؤ اگر خوب زیادہ آگ بھڑکا دی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ تم اپنے بیٹے کی سفارش کرو تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ اسی آگ میں اسے جلا ڈالیں گے تو کیا تم اپنے بیٹے کی سفارش کرو گی؟"

(ماں بہر حال ماں ہوتی ہے، اس کا دل اپنی اولاد کے لئے رحم و کرم کا پیکر

ہوتا ہے وہ بیٹے کی نافرمانی وایذارسانی تو برداشت کرسکتی ہے مگر اسے کبھی یہ گوارہ نہ ہوگا کہ اس کا لال اس کے سامنے آگ کے دہکتے ہوئے انگاورں میں جلایا جائے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے تیور سے ہی اس خاتون نے اچھی طرح محسوس کرلیا کہ اس کے بیٹے کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، وہ سمجھ گئی کہ میرا بیٹا دنیا کی آگ میں نہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ اذیت ناک جہنم کی آگ میں میری وجہ سے جلایا جائے گا) وہ فوراً پکار اٹھی:

یا رسول اللہ اذا اشفع

''اے اللہ کے رسول! اب تو میں سفارش کروں گی''۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس پر اللہ عزوجل کو اور مجھے گواہ بناؤ کہ تم اس جوان سے خوش ہو وہ بولی اے پروردگار! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے لختِ جگر سے راضی ہوں۔ پھر رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جوان سے خطاب کر کے فرمایا پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اُس نے اس دفعہ پورا کلمہ طیبہ پڑھ دیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے ذوالجلال کا شکر ادا کیا۔

الحمد للہ الذی انقذہ من النار

''اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے اس جوان کو جہنم سے بچالیا''۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۸ مختصراً بحوالہ احمد وطبرانی)

درۃ الناصحین میں اس سے ملتا جلتا واقعہ حضرت عبداللہ بن سلام کا بھی لکھا گیا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

یا معشر المسلمین الامن کانت لہ والدۃ لم یبرھا خرج من الدنیا علی غیر الشھادۃ۔

اے اہلِ اسلام سن لو! جو شخص اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرے گا اس کو کلمہ شہادت پڑھنا نصیب نہ ہوگا۔

ہے آغوش ایسی تھکن مٹ گئی ہے
تھی ماتھے پہ بکھری شکن مٹ گئی ہے
سفر کے جو کانٹے میرے پاؤں میں تھے
تیرے پاس آ کے چبھن مٹ گئی ہے

ماں کی ممتا

صحیح بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ دو عورتیں اپنے اپنے بچے کو اٹھا کر جا رہی تھیں کہ ایک بھیڑیئے نے ان پر حملہ کر دیا اور ایک عورت کے بچے کو لے کر بھاگ گیا، جو بچہ بچ گیا دونوں عورتیں اس کے بارے میں جھگڑا کرنے لگیں اور ہر ایک دعویٰ کرنے لگی کہ بچ جانے والا بچہ میرا ہے، یہ مقدمہ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے بچہ اس کے سپرد کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: چھری لاؤ تاکہ اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں کو دے دیا جائے۔ یہ بات سن کر حقیقی ماں پکار اٹھی اے اللہ کے نبی ٹکڑے نہ کیجئے پورا ہی بچہ اس کے حوالے کر دیجئے چنانچہ آپ نے وہ بچہ اس (حقیقی ماں) کے حوالے کر دیا کیونکہ ٹکڑے کرنے سے منع کرنے والی ہی دراصل زندہ بچ جانے والے بچے کی حقیقی ماں تھی۔ (اور ماں بھلا اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بیٹے کے ٹکڑے ہوتے کب دیکھ سکتی تھی، جبکہ دوسری عورت نے بچے کے ٹکڑے کرنے پر رضا مندی ظاہر کر دی۔)

(بخاری ج ا ص ۴۸۷ ملخصا)

والدہ شفقت کی دیوی والدہ الفت کی جاں
بہرِ طفلاں جنت الفردوس زیر آسماں
بے زباں بچے کے حق میں آیۂ رحمت ہے یہ
پوچھئے بچے سے اک بے بدل نعمت ہے یہ
والدہ از آفرینش تاقیامت با وفا
کشتی اولاد کا سمجھو اسے تم ناخدا
اس کی شفقت کے پیاسے اولیاء و اتقیاء
محسنۂ انبیاء، مخدومۂ اہل صفا
والدہ تیری عنایت کا یہ دل ممنون ہے
بلکہ میرے جسم کا ہر رونگٹا مرہون ہے

ماں نے معاف کیا تو خدا بھی راضی ہو گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا۔ جب توریت شریف پڑھتا تو خوش آوازی کی وجہ سے مرد اور عورتیں بھی سننے کے لئے گھروں سے باہر نکل آتے یہ جوان شراب بھی پیا کرتا تھا۔ ایک روز اس کی ماں اسے کہنے لگی اگر بنی اسرائیل کے نیکوں کو پتہ چل گیا کہ تو شراب پیتا ہے تو وہ تجھے اپنے پڑوس سے نکال دیں گے۔ ایک دفعہ ایک شب وہ شراب کے نشہ میں گھر آیا اور توراۃ شریف پڑھنے لگا تو لوگ جمع ہو گئے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا اٹھ وضو کر۔ نشے کی حالت میں اس نے ماں کے چہرہ پر مارا جس سے اس کی ایک آنکھ نکل گئی اور ایک دانت ٹوٹ گیا۔ وہ کہنے لگی خدا تجھ سے کبھی راضی نہ ہو۔ جب صبح ہوئی اور اس نے اپنی ماں کو دیکھا تو کہنے لگا اے ماں! میں تجھے سلام کرتا ہوں اور اب سے قیامت تک تجھے کبھی نہ دیکھوں گا۔ اس نے جواب دیا

خدا تجھ سے راضی نہ ہو چاہے جہاں مرضی جا۔ وہ پہاڑ میں جا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا اور چالیس برس تک عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ بہت ضعیف اور کمزور ہو گیا۔ پھر اس نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی کہ اے مولا کریم! اگر تو نے مجھے بخش دیا ہے تو مجھے بتا دے۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی تیری ماں کی رضا مندی میں ہماری رضا ہے۔ یہ سن کر وہ واپس گیا اور اس نے پکار کر کہا اے جنت کی چابی! اگر تو بقیدِ حیات ہے تو نہایت خوشی ہے اور اگر تو فوت ہو چکی ہے تو میرے لیے مصیبت ہے۔ اس کی والدہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا میں تیرا بیٹا ہوں۔ ماں نے کہا خدا تجھ سے راضی نہ ہو۔ اس نے آگے بڑھ کر ماں سے کہا اے ماں یہی وہ ہاتھ ہے جس نے تجھے مارا تیری آنکھ نکالی اور تیرا دانت توڑا تھا اور اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے لیے لکڑیاں جمع کرو اور آگ جلاؤ۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی وہ اس میں کود پڑا اور اپنے بدن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا آتش دوزخ سے پہلے آتشِ دنیا کا مزہ چکھ لے۔ یہ خبر لوگوں نے اس کی ماں کو دی۔ اس نے آواز دی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تو کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آگ کے اندر۔ تب وہ کہنے لگی اے بیٹا خدا تعالیٰ تجھ سے راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ہوا۔ انہوں نے اپنا ایک پر اس کی ماں کی آنکھ اور دانت پر مل دیا، اس کی آنکھ اور دانت دونوں جیسے (پہلے) تھے ویسے ہی (درست) ہو گئے پھر اس لڑکے کے جسم پر بھی مل دیا وہ بھی اللہ کے حکم سے جیسا پہلے (تندرست) تھا ویسا ہی ہو گیا۔

(نزہۃ المجالس ج ا ص ۲۰۳)

رحمت دوراں مجسم بن کے کوئی آ گئی
جس کی شفقت دیکھ کر ہوش و خرد شرما گئی

روتے والے کو ادھر آئی ادھر بہلا گئی
کیوں نہ ہو اس کی ادا سے اس کا مقصد پا گئی
ایک دم میں اس کی غوں غاں کو سمجھ لیتی ہے یہ
کون دیوانی ہے ہر دم لوریاں دیتی ہے یہ

ماں کے تابعدار کی بادلوں پہ حکومت

حضرت موسیٰ علیہ السلام انطاکیہ سے شام کا ارادہ کر کے باہر نکلے۔ چلتے چلتے تھک گئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میرے کلیم اس پہاڑ کی وادی میں اکناف و اطراف سے آئے ہوئے لوگ موجود ہیں۔ ان میں میرا ایک خاص بندہ بھی ہے اس سے سواری طلب کر۔ آپ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے کہا: اے بندۂ خدا! مجھے سواری چاہیے۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو بادل کا ایک ٹکڑا آتا دکھائی دیا۔ اس نے کہا نیچے آ اور اس انسان کو جہاں چاہتا ہے پہنچا دے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اور چل دیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے کلیم! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مرتبہ اسے کیسے حاصل ہوا؟ تو سن لے! میں نے یہ مرتبہ اسے ماں کی خدمت کے صلہ میں دیا ہے اور وہ اس طرح کہ اس کی ماں نے بوقت اجل دعا مانگی تھی، الٰہی! اس نے میری ضروریات کا خیال رکھا اس لیے تیرے حضور میری دعا ہے کہ تجھ سے یہ جو بھی طلب کرے عطا فرمانا! تو اے موسیٰ! اگر یہ مجھ سے آسمان کو زمین پر الٹ دینے کی بھی درخواست کرے گا تو بھی میں منظور کرلوں گا۔

(ایضاج اص ۲۰۰)

بستیٔ انسان کی شام و سحر ہے پاسبان
جذبۂ ایثار و قربانی کی رنگیں داستان

سورۂ یوسف اگر اک نالۂ یعقوب ہے
چاہ زمزم والدہ کے عشق سے منسوب ہے

ماں کی نیک نیتی کا اجر

قوم بنی اسرائیل میں ایک شادی شدہ آدمی تھا جس کی ماں اور ساس دونوں زندہ اور نابینا تھیں۔ وہ شخص اپنی بیوی سے بڑی محبت کرتا تھا اس کی ماں بہت نیک سیرت عورت تھی جبکہ ساس بدخو عورت تھی اور اپنی بیٹی کو داماد کے خلاف بھڑکاتی تھی۔ ایک دن وہ شخص اپنی ماں کو بیوی کی خاطر بے آب و دانہ جنگل میں اکیلا چھوڑ آیا۔ بڑھیا بیچاری اکیلی جنگل میں ٹھوکریں کھانے لگی۔ درندے اس کے گرد جمع ہونے لگے۔ اتنے میں ایک فرشتہ اس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا، یہ کیسی آوازیں ہیں جو تیرے چاروں طرف سنائی دے رہی ہیں؟ اس نے جواب دیا اچھی آوازیں ہیں گائے بکری اونٹ کی آوازیں ہیں۔ اس نے کہا اچھا انشاء اللہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ فرشتہ یہ کہہ کر چلا گیا۔ جب اگلا دن ہوا تو میدان اونٹوں بکریوں اور گایوں سے بھر گیا۔ ادھر بیٹے کے دل میں خیال آیا کہ دیکھوں ماں کس حال میں ہے۔ چنانچہ جب وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سارا میدان اونٹوں، بکریوں اور گایوں سے بھرا پڑا ہے۔ اپنی ماں سے پوچھنے لگا ماں! یہ کیا ہے؟ ماں نے کہا تو نے تو مجھے ستایا تھا اور بیوی کے کہنے پر مجھے یہاں چھوڑ گیا بہر حال میں تو ماں ہی ہوں۔ لڑکا بڑا نادم ہوا۔

اس کے بعد وہ اپنی ماں کو اٹھا کر لے گیا اور جو کچھ خدا نے دیا تھا سب کچھ ہنکا کر بمعہ اپنی ماں کے بیوی کے پاس پہنچا اس کی بیوی کہنے لگی میں ہرگز نہ مانوں گی جب تک میری والدہ کو بھی وہاں چھوڑ کر نہ آؤ گے۔ جہاں اپنی ماں کو چھوڑ کر آئے تھے۔ چنانچہ وہ اس کو بھی وہاں لے گیا۔ جب شام ہوئی تو درندوں نے

اسے آگھیرا اور وہی فرشتہ جو اس شخص کی ماں کے پاس آیا تھا پھر آیا اور کہنے لگا اے بڑھیا مائی یہ کیسی آوازیں ہیں۔ وہ کہنے لگی یہ درندوں کی آوازیں ہیں یہ مجھے کھا جائیں گے اس فرشتے نے کہا ایسا ہی ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ چلا گیا اور ایک درندہ اسے کھا گیا جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا جاؤ ذرا دیکھو تو میری ماں کا کیا حال ہوا۔ وہ گیا تو وہاں جو کچھ درندے کھا کر چھوڑ گئے تھے اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اس شخص نے اپنی بیوی کو اس کی ماں کی ہڈیاں لا کر دیں۔ جونہی اس نے اپنی ماں کا برا حشر دیکھا تو غم کے مارے مر گئی۔ (ایضاً ج ا ص ١٩٩)

یاد رہے: امام ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام سے مروی ہے ''ساری عجیب باتیں بنی اسرائیل میں ہوئی ہیں (عبرت کے لئے) ان کو بیان کیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں''۔

کون چھاتی سے لگاتی تھی مجھے شام و سحر؟
کس کی آٹھوں پہر رہتی تھی فقط مجھ پہ نظر؟
زندگی میری ہے یہ کس کی دعاؤں کا اثر؟
کون کہتی تھی مجھے لختِ جگر نورِ نظر؟

بقرۂ قرآں اور خدمت گزار ماں

سورۂ بقرہ میں جس انوکھی گائے کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ سخت پیلے رنگ کی جو دیکھنے والوں کو فرحت و سرور دیتی ہے۔ جس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارا گیا تو اس نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا دیا۔ یہ دراصل بنی اسرائیل کے ایک نیک شخص کی گائے تھی، جس شخص کا ایک ننھا سا کم عمر بچہ تھا اور اس گائے کے علاوہ کوئی دوسرا مال اس کے پاس نہ تھا، جب اس شخص کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس نے یہ کہہ کر اس گائے کو جنگل میں چھوڑ دیا۔

اللھم انی استودعك ھذہ العجلة لا بنی حتی یکبر

''اے اللہ یہ بچھیا تیرے سپرد ہے یہاں تک کہ میرا بیٹا جوان (ہو کر اس کو سنبھالنے کے قابل) ہو جائے۔

چنانچہ اس شخص کا وصال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں وہ گائے پروان چڑھتی رہی، ادھر بچہ جوان ہو گیا اور ادھر بچھیا گائے بن گئی۔ نوجوان اپنی والدہ کا اس قدر خدمتگزار تھا کہ اس نے دن تو دن ہر رات کے بھی تین حصے کر لیے ایک حصہ عبادت کے لیے، ایک آرام کے لیے اور ایک ماں کی خدمت کے لیے۔ اسی طرح سارا دن جنگل میں لکڑیاں اکٹھی کرتا رہتا اور بازار میں بیچ کر تہائی رقم راہ خدا میں خرچ کر دیتا، تہائی سے گھر کا خرچہ چلاتا اور تہائی رقم اپنی ماں کی نذر کر دیتا۔ ایک دن اس کی ماں نے کہا! تیرے باپ نے فلاں جنگل میں ایک بچھیا تیرے لیے خدا کے سپرد کی تھی تو اس جنگل میں جا کر آواز دے تو اللہ تعالیٰ تیرا مال تیرے حوالے کر دے گا اور وہ گائے ایسی ہو گی کہ اس کی کھال سے گویا سورج کی کرن پھوٹ رہی ہوں گی۔ چنانچہ لڑکا جنگل میں گیا اس نے آواز دی' گائے حاضر ہو گئی اور بحکم خدا بول کر کہنے لگی:

ایھا الفتی البار بامہ ارکبنی فانه اھون علیك۔

''اے اپنی ماں کی خدمت کرنے والے جوان مجھ پر سوار ہو جا یہ کام تیرے لیے آسان ہے''۔

نوجوان نے انکار کرتے ہوئے کہا!

ان امی لم تامرنی بذلك۔

''میری ماں نے مجھے تجھ پر سوار ہونے کا حکم نہیں دیا۔
اس لیے میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ گائے بولی

والله لوز کبتنی ما کنت تقدر علی ابدا، فانطلق فانك لو امرت الجبل ان ینقلع من اصله لا نقلع لبرك بامك۔

''اللہ کی قسم! اگر تو مجھ پر سوار ہو جاتا تو کبھی مجھ پر قابو نہ پا سکتا، اب تم اگر پہاڑ کو بھی اپنی جگہ سے ہٹ جانے کا حکم دو گے تو ماں کی تابعداری کی وجہ سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔''

جب یہ نوجوان گائے لے کر اپنی والدہ کے پاس آیا تو والدہ نے کہا تم ایک ضرورت مند شخص ہو لہٰذا یہ گائے تین دینار کی بازار میں بیچ آؤ۔ کیونکہ اس وقت گائے کی اتنی ہی قیمت تھی اور والدہ نے یہ بھی کہا کہ جب قیمت طے ہو جائے تو پھر مجھ سے اجازت لے لینا۔ چنانچہ نوجوان گائے کو منڈی میں لے گیا تو اللہ تعالیٰ نے بطور امتحان ایک فرشتہ بشکل انسانی بھیجا جس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگائی اور ساتھ یہ شرط لگائی کہ والدہ کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ نوجوان نے کہا! اگر تو سونے کے برابر بھی گائے خرید لے گا تب بھی والدہ کی اجازت کے بغیر نہ بیچوں گا۔ چنانچہ نوجوان والدہ کے پاس گیا تو والدہ نے چھ دینار میں بیچنے کی اجازت دیتے ہوئے کہا۔ سودا طے ہو جائے تو پھر مجھ سے اجازت لے لینا۔ وہی فرشتہ دوبارہ ملا اور کہا! بارہ دینار لے لو اور والدہ کی اجازت رہنے دو، نوجوان پھر نہ مانا اور ماں کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا، ماں سمجھ گئی یہ سارا کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ فرمایا اس بار اس خریدار سے پوچھ لینا کہ کیا مجھے یہ گائے بیچنی چاہیے کہ نہیں؟ نوجوان گیا، وہی خریدار ملا، نوجوان نے اس سے سوال کیا کہ یہ گائے ہمیں بیچنی چاہیے یا نہیں؟ خریدار نے کہا! ابھی اس کو نہ بیچو، بنی اسرائیل کو اس گائے کی ضرورت پڑے گی تو تم اس کی کھال بھر سونا قیمت طے کرنا وہ تم سے خرید لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور والدہ کی تابعداری سے اس نوجوان کے

وارے نیارے ہوگئے۔

(لباب التاویل فی معانی التزیل المعروف بالتفسیر الخازن، امام علاؤ الدین خازن بغدادی شافعی ص ۱۳۹، ۱۴۰ ج ۱)

ماں جو سرتا پا نمو ہے ماں ہے سرتا پا حیات
وہ کہ ہے اولاد اس کی کل جہان و کائنات
زندگی جس کی رگوں میں لے رہی ہے کروٹیں
جس کی ہر اک سانس میں ہیں جنتیں ہی جنتیں

ماں باپ کی خوشی وغمی

مستدرک للحاکم ج ۴ ص ۱۵۲ اور ص ۶ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت درج فرمائی ہے کہ ایک بندہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: میں آپ سے ہجرت کی بیعت کرنے آیا ہوں اور میرے والدین میری جدائی کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح تو نے انہیں رلایا ہے اسی طرح جا کر انہیں ہنسا۔

درمنثور ج ۴ ص ۱۷۲ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: والدین کے درمیان تیرا تخت پر سوئے رہنا جبکہ تو ان کو ہنساتا ہو اور وہ تجھے ہنساتے ہوں اللہ کی راہ میں تلوار لے کر جہاد کرنے سے افضل ہے۔

اولاد کو چاہیے کہ والدین کی خدمت و اطاعت مجبوری سمجھ کر نہ کرے، اسی طرح اللہ و رسول کی اطاعت بھی خوشدلی سے کی جائے۔ اللہ و رسول کی اطاعت سے ہی والدین کی اطاعت کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اچھی اولاد وہی کہلاتی ہے

جوان تمام اطاعتوں کو بجالاتی ہے، جو اولاد اپنے والدین کا کہا نہیں مانتی جب وہ صاحب اولاد ہوتے ہیں تو یہی مشکل ان کے سامنے بھی آتی ہے لہٰذا اگر اپنی اولاد کی طرف سے راحت وسکون حاصل کرنا چاہتے ہوں تو اپنے والدین کو آرام و سکون پہنچاؤ تاکہ آنے والا وقت تمہارے لیے اولاد کے حوالے سے بابرکت ثابت ہو۔ کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے طریقت وتقویٰ کی بات کرتے ہیں لیکن والدین ان سے ناراض رہتے ہیں حالانکہ ماں باپ کی رضا میں ہی اللہ و رسول کی رضا ہے تو پھر یہ لوگ ماں باپ کو ناراض کر کے کس طرح اللہ و رسول کی رضا کو پا سکتے ہیں۔ جہاں والدین کی اطاعت و رضا مندی سے اللہ اور اس کے رسول کی رضا نصیب ہوتی ہے وہاں رزق میں برکت، عبادت کی مقبولیت اور دنیا و آخرت کی بھلائی بھی نصیب ہوتی ہے، لہٰذا والدین کی کسی بات پر ناراضگی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اور ایک بڑی خوفناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس پر دو احادیث بمعہ ترجمہ ملاحظہ ہوں۔ (تعرف الاشیاء باضدادھا)

سیّد الملائکہ کی دعا پر سیّد الانبیاء کا آمین کہنا

عن کعب بن عجرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احضرو المنبر فحضرنا فلما ارتقى درجة قال امين فلما ارتقى الدرجة الثانية قال امين فلما ارتقى الدرجة ا لثالثة قال امين فلما نزل قلنا يا رسول الله لقد سمعنا منك اليوم شيئا ما كنا نسمعه قال ان جبريل عرض لي فقال بعد من ادرك رمضان فلم يغفرله قلت امين! فلما رقيت الثانية قال بعد من ذكرت عنده فلم يصل عليك قلت امين فلما رقيت الثالثة قال بعد من ادرك ابويه الكبر او

احدہما فلم یدخلاہ الجنۃ قلت امین۔

(مستدرک للحاکم، ابن حبان عن ابی ہریرۃ، طبرانی عن ابن عباس، جلاء الانہام ص ٦، ص ١٧، ص ٥٦۔ تبلیغی نصاب ص ٤٢٥، ٤٢٦ وقال رواہ البخاری فی بر الوالدین)

"حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ قریب ہو گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین! جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین! جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا) تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین! پھر جب میں دوسرے درجہ پر پہنچا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین! جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے آمین کہا۔ (یعنی یہ بدنصیب ان کی خدمت نہ کر سکا)

معلوم ہوا کہ ہمارے آقا علیہ السلام وہ کچھ دیکھتے سنتے ہیں جو دوسرے لوگ دیکھ سن نہیں سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انی ارٰی مالا ترون واسمع مالا تسمعون. میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ والدین کے نافرمان کے لئے جبریل امین (جوکہ فرشتوں کے سردار ہیں) بددعا کرتے ہیں اور نبیوں کے سردار اس پر آمین کہتے ہیں تو پھر ایسے شخص کا بیڑا کیوں نہ غرق ہوگا۔

تین مسافروں کی کہانی

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال بینما ثلاثۃ نفر یتما شون اخذھم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارھم صخرۃ من الجبل فاطبقت علیھم فقال بعضھم لبعض انظرو اعمالا عملتموھا للّٰہ صالحۃ فادعوا اللّٰہ بھا لعلہ یفرجھا فقال احدھم اللھم انہ کان لی والدان شیخان کبیران ولی صبیہ صغار کنت ارعی علیھم فاذا رحت علیھم فحلبت بدأت بوالدی اسقیھما قبل ولدی وانہ نأ بی الشجر فما اتیت حتی امسیت فوجدتھما قد ناما فحلبت کما کنت احلت فجئت بالحلاب فقمت عند رؤسھما اکرہ ان اوقظھما من نومھما واکرہ ان ابدأ بالصبیۃ قبلھما والصبیۃ یتضاغون عند قدمی فلم یزل ذلک دابی ودابھم حتی طلع الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجھک فافرج لنا فرجۃ نری منھا السماء ففرج اللّٰہ لھم فرجۃ حتی یرون منھا

السماء۔ وقال الثاني: اللهم انه كانت لى ابنة عم احبها كاشدما يحب الرجال النساء فطلبت اليها نفسها فابت حتى اتيها بمائة دينار فسعيت حتى جمعت مائة دينار فلقيتها بها فلما قعدت بين رجليها فقالت يا عبد الله اتق الله ولا تفتح الخاتم فقمت عنها اللهم فان كنت تعلم انى قد فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا منها ففرج لهم فرجة وقال الاخر اللهم انى كنت استا جرت اجيرا بفرق ارز فلما قضى عمله قال اعطنى حقى فعرضت عليه حقه فتركه ورغب عنه فلم ازل ازرعهِ حتى جمعت منه بقرا وراعيها فجاء ني فقال اتق الله ولا تظلمنى واعطنى حقى فقلت اذهب الى ذلك البقر وراعيها فقال اتق اللّٰه ولا تهزأ بى فقلت انى لا اهزأبك فخذ ذلك البقر وراعيها فاخذه فانطلق بها فان كنت تعلم انى فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج مابقى ففرج الله عنهم۔

(بخاری شریف ص۳۰۳، ۳۱۴ ج ۱ باب من استاجراجیرا وترک اجره و باب اذا زرع بمال قوم...... مسلم شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین آدمی جا رہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا۔ چنانچہ وہ ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ غار کے منہ پر پہاڑ کے اوپر سے ایک بہت بڑا پتھر آ گرا اور وہ بند ہو کر رہ گئے۔ چنانچہ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل دیکھو جو تم نے محض رضائے الٰہی کے

لیے کیا ہو اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، تو شاید یہ مشکل آسان ہو جائے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین زندہ تھے اور انتہائی بڑھاپے کی عمر کو پہنچے ہوئے تھے نیز میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں شام کو واپس لوٹتا تو بکریوں کا دودھ دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے والدین کو دودھ پلایا کرتا تھا۔ ایک روز جنگل میں دور جا نکلا اور شام کو دیر سے واپس لوٹا تو میرے والدین اس وقت سو چکے تھے۔ میں حسب معمول دودھ لے کر ان دونوں کے سرہانے آ کھڑا ہوا۔ میں نے انہیں نیند سے بیدار کرنا ناپسند کیا اور بچوں کو ان سے پہلے پلا دینا بھی مجھے اچھا نہ لگا۔ حالانکہ بچے میرے قدموں کے پاس رو رہے تھے حتیٰ کہ صبح ہونے تک میری اور ان کی یہی حالت رہی۔ اے اللہ! تو جانتا ہے اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لیے کیا تھا تو اس پتھر کو ہٹا دے تاکہ ہم آسمان تو دیکھ سکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے تھوڑا سا ہٹا دیا کہ اس میں سے انہیں آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! میری اک چچازاد بہن تھی جس سے میں بہت زیادہ محبت کرتا تھا جتنی کہ کوئی آدمی کسی عورت سے کرتا ہوگا۔ میں نے اس سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے اس وقت تک کے لیے انکار کیا جب تک کہ میں اسے سو دینار نہ دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ شروع کر دی یہاں تک کہ سو دینار جمع کر لیے۔ میں انہیں لے کر اس کے پاس گیا۔ جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور بند مہر کو نہ

کھول۔ پس میں اس کے پاس سے (بغیر گناہ کیے) واپس چلا آیا۔ اے اللہ! اگر میں نے ایسا محض تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہماری اس مشکل کو آسان فرما دے پس چٹانِ تھوڑی سی اور ہٹ گئی۔ تیسرے نے کہا اے اللہ بیشک میں نے ایک مزدور کو کام پر لگایا تھا کہ ایک فرق (خاص پیمانہ) چاول دوں گا۔ جب وہ کام ختم کر چکا تو اس نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے مزدوری اس کے سامنے رکھ دی لیکن وہ مزدوری چھوڑ کر میرے پاس سے چلا گیا۔ پس میں اس (اُجرت) سے برابر کاشتکاری کرتا رہا یہاں تک کہ غلے سے کئی گائیں خرید لیں اور چرواہا رکھ لیا۔ مدتوں بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ سے ڈرو مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھے دیدو۔ میں نے کہا ان گایوں اور چرواہے کی طرف جاؤ یہ سب تمہارا مال ہے اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ اپنی گائیں اور چرواہا لے جاؤ۔ پس وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس تو جانتا ہے اگر میں نے یہ محض تیری رضا کے لیے کیا تو جتنا راستہ بند ہو گیا ہے اسے کھول دے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے سے وہ پتھر ہٹا دیا۔"

ماں باپ کو کیسے خوش رکھا جائے

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ والدین کے ساتھ بھلائی کی صورتیں یہ ہیں اولاد ان کی ضرورتوں کو پورا کرے، انہیں تکلیف نہ پہنچنے دے۔ والدین کے ساتھ بچوں جیسی نرمی اور محبت کی باتیں کرے۔ ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ والدین سے کھنچ کر نہ رہے، سچے دل اور محبت سے ان کی خدمت کرے،

ان کی طرف سے دکھ برداشت کرے، ان کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرے، شرعی مخالفت نہ ہو تو کسی کام میں ان کی مخالفت نہ کرے، اگر وہ کسی ایسے کام کے لئے کہیں (جو خلاف شرع ہو) تو اس حکم کو نہ مانے۔ جیسے حج، نماز، زکوٰۃ، کفارہ اور اللہ تعالیٰ کی نذر وغیرہ ترک کرنے کا حکم نہ مانے۔ اگر والدین کے حکم سے کسی حرام کام کا ارتکاب ہوتا ہو جیسے زنا، شراب نوشی، قتل، زنا کی تہمت لگانا، ناجائز مال لینا یعنی چوری اور ڈاکہ وغیرہ تو اس حکم کی اطاعت نہ کرے۔ والدین کی فرمانبرداری کے لیے نفلوں کو ترک کیا جا سکتا ہے اور یہ افضل ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ والدین نے جن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ان سے خود بھی ترکِ تعلق کرے اور جن لوگوں سے والدین کے تعلقات ہوں ان سے تعلق قائم رکھے۔ ماں باپ کے متعلق مخالفین پر ایسے ہی غصہ کرے جیسے اپنی ذات کے لیے کرتا ہے۔ اگر والدین کی کسی بات پر غصہ آئے تو اس وقت ان کی تکالیف اور قربانیوں کو یاد کرے جو اس کو پالنے کے سلسلہ میں انہوں نے اُٹھائیں اور حکم خدا اور فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھ کر غصے کو پی جائے ورنہ سمجھ لے کہ بد نصیب ہے اور خدا کی ناراضگی میں مبتلا ہے۔

☆ اگر والدین وفات پا گئے ہیں تو اپنی ہر دعا میں ان کو شامل رکھے، اپنی اور ان کی مغفرت کی دعا کرتا رہے، حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یوں دعا کی ”اے اللہ ابو ہریرہ اور محمد بن سیرین کی والدہ کے لیے جو بھی دعائے مغفرت کرے تو اس کی بخشش فرما“ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس دعا کا حق دار بننے کے لیے آپ کی والدہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ (الادب المفرد ص ۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کا واقعہ

یہاں پہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے اسلام لانے کا واقعہ مسلم شریف ج ۲ ص ۳۰۱، مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۰ کے حوالے سے لکھنا نہایت مناسب رہے گا چنانچہ آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ وہ مشرکہ تھیں۔ ایک روز میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ بات کہی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ (وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک) وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہ مانتی تھیں۔ آج جب میں نے ان کو دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں وہ بات کہی جو مجھے (بہت) ناگوار ہے۔ آپ (مہربانی فرما کر) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) سے دُعا فرمائیں کہ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی والدہ کو ہدایت عطا فرمائے۔ حضور (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثناء) نے فرمایا:

اے اللہ! ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔ میں نبی کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) کی دُعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب میں گھر آیا اور دروازے پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری والدہ نے میرے پاؤں کی آواز کو سنا اور فرمانے لگیں۔ اے ابوہریرہ! ذرا ٹھہرا رہ۔ (فرماتے ہیں) میں نے پانی کے گرنے کی آواز سُنی۔ میری والدہ نے غسل کیا۔ اپنی قمیص پہنی اور اوڑھنی اوڑھنے میں جلدی کی پھر دروازہ کھولا۔ بعد ازیں فرمانے لگیں اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ

واصحابہ وبارک وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں میں خوشی سے روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)! آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا ہے اور ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی والدہ (ماجدہ) کو (دولتِ) ہدایت بخشی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل سلطانہٗ) کی حمد وثنا کی اور بہتر بات ارشاد فرمائی۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ میری اور میری ماں کی محبت ایمان والوں کے دل میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب (آقائے دوجہاں سرورِ انبیاءؑ جناب (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ (جل جلالک) اپنے بندوں کی یعنی ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اس کی ماں کی محبت اپنے صاحبِ ایمان بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت اُن کے دلوں میں ڈال دے۔ پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا کہ جس نے مجھے سنا یا دیکھا ہو اور مجھ سے محبت نہ کی ہو۔ یعنی ہر ایک مومن بندۂ خدا نے مجھ سے محبت کی۔ سبحان اللہ

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے خیر کی فوری نتیجہ خیزی کو کتنے اچھوتے انداز میں بیان فرمایا ہے:

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

والدین کی وفات کے بعد ان کے لیے کیا کیا جائے؟

ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

یا رسول اللّٰہ ھل بقی من برا ابوی شیء ابرھما بہ بعد موتھما۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اپنے والدین کی وفات کے بعد بھی کسی طرح ان کے ساتھ نیکی کی کوئی صورت ہے؟

قال نعم الصلوۃ علیھما ولاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعد ھما وصلۃ الرحم التی لا توصل الابھما واکرام صدیقھما۔

فرمایا ہاں ان کی نماز جنازہ پڑھنا، ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا، ان کی وصیت کو پورا کرنا، ان کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت وتکریم کرنا۔

☆ ایک حدیث شریف میں ہے:

من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کتب اللّٰہ لہ بکل مؤمن ومؤمنۃ حسنۃ۔ (طبرانی)

جو شخص کسی مسلمان مرد وعورت کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے تو جتنے اہل ایمان کے لیے دعا کرتا ہے اتنی ہی نیکیاں خود اس کے لیے لکھ دی جاتے ہیں۔

☆ اور والدین کے لیے خاص طور پر فرمایا:

ان العبد لیموت والداہ اواحدھما وانہ لھما لعاق فلایزال یدعوالھما ویسغفر لھما حتی یکتبہ اللّٰہ بارا۔ (بیہقی)

اگر والدین یا دونوں میں سے ایک فوت ہو جائے اور بیٹا ان کا نافرمان تھا تو ہمیشہ ان کے لیے دعا کرتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی نیکوں میں لکھ لیتا ہے۔

کیونکہ فوت ہونے والے زندوں کی دعاؤں کے محتاج ہوتے ہیں اور جب زندہ لوگ ان کو ایصال ثواب کرتے ہیں تو مرحومین کو خوشی حاصل ہتی ہے جسکی وجہ سے ایصال ثواب کرنے والوں کے ساتھ ان کی دنیوی رنجشیں محبت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب اوام اواخ او صدیق فاذا لحقتۃ کان احب الیہ من الدنیا ومافیھا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اھل القبور من دعاء الارض امثال الجبال و ان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم۔ (بیہقی)

قبر میں مردہ کی حالت ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے وہ دعا کی انتظار میں ہوتا ہے کہ اس کا باپ یا ماں یا بھائی یا دوست اس کے لیے دعا کرے۔ اور جب (یہ لوگ دعا کرتے ہیں تو ان کی) دعا اس کو پہنچتی ہے تو یہ دعا اس کو ساری دنیا سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعاؤں (کا ثواب مردوں) کو پہاڑوں کی طرح بڑھا چڑھا کر دیتا ہے اور زندوں کی دعائیں مردوں کے لیے تحفہ ہوتی ہیں۔ (کیونکہ ان کے لیے بلندی درجات کا باعث بنتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک بندے کا درجہ بلند کر

دیا جائے گا وہ عرض کرے گا مالھذا، اے اللہ یہ کیسے ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا لاستغفار ولدك لك، تیرے بیٹے نے تیرے لیے دعا کی ہے۔) (ابن ماجہ، احمد)

حدیث شریف میں ہے "بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو بارگاہ ربّ العزت میں پیش ہوتے ہیں اور جمعہ کے دن انبیاء کرام اور والدین کے سامنے پیش ہوتے ہیں فیفرحون بحسناتھم و تزداد وجوھھم بیاضا واشراقا فاتقوا اللّٰہ ولا تؤذوا موتاکم (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ قدیم ص ۱۹۴ بحوالہ نوادرالاصول از امام حکیم ترمذی) پس یہ حضرات ان کی نیکیوں پہ خوشیاں مناتے ہیں اور ان کے چہرے کی رونق بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور (گناہ کر کے) اپنے مرحومین کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

والدین کا قرض ادا کیا جائے

والدین پر قرض ہو چاہے اللہ تعالیٰ کا قرض نماز روزہ حج کی صورت میں یا لوگوں کا قرض ہو تو اولاد اس قرض کو ادا کر کے والدین کی خوشنودی حاصل کر سکتی ہے۔

☆ ایک عورت نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ اتنا بوڑھا ہے کہ سواری پر سوار ہو کر حج ادا نہیں کر سکتا' کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں کر سکتی ہو۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (بخاری)

☆ ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا! جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا وہ حج والدین کی طرف سے بھی ہو جائے گا اور حج کرنے والے کو دس حجوں کا ثواب بھی ملے گا۔ (دارقطنی)

☆ اسی میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو وہ حج قبول ہوتا ہے اور اس کے والدین کی ارواح آسمان میں خوش ہوتی ہیں اور بیٹا اللہ کے ہاں نیک لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

☆ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے مر گئی کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا ہاں کر سکتی ہو، بھلا بتاؤ تو اگر تیری ماں پر قرض ہوتا اور ادا کرنے سے پہلے مر جاتی تو تو اس کی طرف سے قرض ادا کر سکتی تھی یا نہیں؟ اس نے کہا! بے شک ادا کر سکتی تھی فرمایا! یہ اللہ کا قرض ہے اس کو ضرور ادا کرو۔ (ملخصاً)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر والدین نے کوئی نذر مانی ہو اور ادا کرنے سے پہلے وفات پا جائیں تو اولاد ان کی نذر کو پورا کر کے ان کی خوشنودی حاصل کر سکتی ہے۔

والدین کی طرف سے صدقہ و خیرات کی جائے

وفات کے بعد والدین کی طرف سے صدقہ و خیرات کر کے بھی ان کی خوشیاں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس پر کئی احادیث پیش کی جا سکتی ہیں مثلاً۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا، میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے، میرا خیال ہے اگر اس کو مہلت ملتی تو ضرور کوئی صدقہ و خیرات کرتی ' کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ فرمایا ہاں کرو۔ (بخاری)

☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

ان ام سعد ما تت فای الصدقه افضل قال الماء فحفر بئرا وقال هذه لام سعد ۔ (ابوداؤد نسائی)

یا رسول اللہ میری ماں فوت ہو گئی ہے کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی پس انہوں نے کنواں کھدوا کر اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لئے وقف کر دیا جس کنویں کا نام ہی سعد کی ماں کا کنواں رکھ دیا گیا۔

☆ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا: انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین کے۔ صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک بیٹا (جو ایصال ثواب کا منکر نہ ہو بلکہ) یدعو الہ۔ مرحوم کے لئے دعا کرتا رہے۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے (ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر) پورا باغ وقف کر دیا۔ (بخاری باب الوقف)

والدین کی جائز وصیت کو پورا کیا جائے

والدین نے اگر کوئی جائز وصیت کی ہو یا کسی کو کچھ ہبہ کرنے کا وعدہ کیا تھا تو حتی الوسع اس کو پورا کر کے والدین کی رضا کو حاصل کیا جائے۔ چنانچہ ابو داؤد شریف کی حدیث ہے کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ اس کے ایک بیٹے ہشام نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کر دیئے جبکہ دوسرے بیٹے عمرو نے پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن کہا کہ میں پہلے حضور علیہ السلام سے پوچھ لوں (کہ میرے باپ کو اس کا کچھ فائدہ بھی ہو گا یا نہیں) اور جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

انہ لو کان مسلما فاعتقتم عنہ او تصدقتم عنہ او حججتم عنہ بلغہ ذلک۔

اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو ضرور اس کو ثواب پہنچتا۔

(مشکوٰۃ ص ۲۶۶' ابوداؤد ج ۲ ص ۴۳)

والدین کی قبر کی زیارت کی جائے

والدین کی وفات کے بعد ان کی قبر کی زیارت کو اپنا معمول بنایا جائے اس سے بھی ان کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اس بارے حضور علیہ السلام نے اولاد کو عظیم خوشخبری بھی عطا فرمائی ہے چنانچہ بیہقی کی حدیث ہے جس کو حضرت محمد بن نعمان نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من زار قبر ابو یه او احد هما فی کل جمعة غفرله و کتب برا

جو ہر جمعہ کو اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس کا نام نیکوں میں لکھ دیا جائے گا۔

نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۲۰۵ پہ ہے کہ ایک نیک عورت کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! مجھے وفات کے بعد شرمندہ نہ کرنا اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھنا جب وہ فوت ہو گئی تو بیٹا ہر جمعہ کو ماں کی قبر پر جاتا' دعا کرتا' ایصال ثواب کرتا' چند دن بعد ماں خواب میں ملی تو بیٹے نے حال پوچھا ماں نے کہا موت کی تلخی بڑی شدید ہے تاہم اللہ کا فضل ہے میں سکون میں ہوں' ریشم کا فرش ہے' ریحان کے صوفے ہیں' جن پہ میں تا قیامت آرام کروں گی اے میرے بیٹے! ہر جمعہ کو میری قبر پہ حاضری دیتے رہنا کیونکہ مجھے تیری ملاقات و دعاؤں سے بڑی راحت ملتی ہے۔

کیا کبھی تو نے تدبر بھی کیا اے نوجواں
کس کے سینے سے چمٹتی تھی تیری ننھی سی جاں
مادر مشفق اگر ہوتی نہ تیری پاسباں
کھا گئے ہوتے کبھی کے تجھ کو کتے بلیاں
یاد کر عہد طفولیت کے احسانات کو
آ جگہ دیں اپنے سر آنکھوں پہ امہات کو

اسی کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان شب جمعہ کو دو رکعتیں پڑھے۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار اور نماز پڑھنے کے بعد پندرہ دفعہ استغفار کرے اور پندرہ مرتبہ مجھ (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف بھیجے اور ان سب کا ثواب اپنے والدین کو بخشے تو اس نے ان دونوں کا حق ادا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان دونوں کا ثواب کسی کو معلوم نہیں۔

مزید فرمایا: جو ہر جمعہ کو والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر پہ حاضری دے کر سورۂ یٰسین پڑھے تو یٰسین شریف کے حروف کے برابر اس کی مغفرت ہو گی۔ (ابن عدی، دیلمی) حکیم ترمذی نے لکھا کہ والدین یا کسی ایک کی قبر کی زیارت سے بھی ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے اور جو بکثرت زیارت کو اپنا معمول بنا لے اس کی اپنی قبر کی زیارت کو فرشتے آتے ہیں۔

ماں کے بارے میں چند مشاہیر کی آراء

اگر مجھے میری ماں سے جدا کر دیا جائے تو میں پاگل ہو جاؤں۔ (حکیم لقمان)

ماں کے بغیر گھر قبرستان کی طرح ہے۔ (اورنگ زیب عالمگیر)

ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوتی ہے۔ (افلاطون)

سخت سے سخت دل کو ماں کی پُرنم آنکھوں سے موم کیا جا سکتا ہے۔ (علامہ اقبال)

ماں میری دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔ (ظہیر الدین)

ماں سے ہمدردی کی توقع رکھنے کی بجائے خود اس کا ہمدرد بننا چاہیے۔ (ارسطو)

ماں اور پھول میں مجھے فرق نظر نہیں آتا۔ (نادر شاہ)

ماں کی اصل خوبصورتی اس کی محبت ہے اور میری دنیا کی خوبصورتی میری ماں ہے۔ (محمد علی جوہر)

ہماری ماں نے ہمیں زندہ رہنے اور آزادی سے زندگی گزارنے کا سبق دیا۔ (مولانا شوکت علی)

بچے کا مستقبل ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ (الطاف حسین حالی)

ہر شخص انسانیت کی حقیقی تصویر اپنی ماں کے چہرے پہ دیکھ سکتا ہے۔ (جلال الدین اکبر)

اگر ہم بہترین قوم کے خواہش مند ہیں تو ہمیں بہترین مائیں پیدا کرنی ہوں گی۔ (سر سید)

میری ہر تکلیف اور غم میں میری ماں کا تصور میرے لئے فرشتہ بن کر آیا۔ (ابوالفضل فیضی)

جس طرح بچوں کی بھیڑ میں ایک حبشن کو اپنا ہی بچہ سب سے پیارا لگتا ہے اسی طرح ایک شخص کو اپنی ہی ماں اچھی لگتی ہے اور وہ اس سے متاثر رہتا ہے۔ (صباح الدین جامی)

ماں کی خدمت میں نذرانۂ محبت

☆ ماں تو ایک دعائے مستجاب ہے۔

☆ ماں پرتو رحمت ہے ربّ کریم کی۔

☆ ماں مونس و غمخوار بھی ہے۔
☆ ماں لوری ہے فردوس کے نغموں کی۔
☆ ماں اولاد کے لئے ڈھال ہے مصائب دہر میں۔
☆ ماں عصائے موسوی ہے راہ دشوار میں۔
☆ ماں وہ ہستی ہے جس کی عظمت کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں۔
☆ ماں ممتا کی انمول داستان ہے جس پر جان بھی قربان ہے۔
☆ ماں ایک مشعل ہے جو اندھیرے میں راستہ دکھاتی ہے۔
☆ ماں ایک خوشبو ہے جس سے سارا جہان مہکتا ہے۔
☆ ماں ایک سایہ ہے جس کے پاس ستانے سے زندگی بھر کی تھکن اُتر جاتی ہے۔
☆ ماں ایک دعا ہے جو سدا سر پر چادر کی طرح تنی رہتی ہے۔
☆ ماں ایک آہ ہے جو سیدھی عرش پہ جاتی ہے۔
☆ ماں کی خدمت جنت کی ضامن ہے۔
☆ ماں ایک سایہ ہے جو اندھیرے میں اور بھی قریب آجاتا ہے۔
☆ ماں کی زندگی میں محبت کا عنصر شامل کیا گیا ہے۔
☆ ماں کا پیغام سب سے خوبصورت اور شیریں ہے۔
☆ جن لوگوں کے دلوں میں ماں کی عظمت کا احساس نہ ہو وہ یقیناً بدقسمت اور بدبخت ہیں۔
☆ بچے کے لئے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے خواہ بچے کی عمر کتنی ہی ہو۔
☆ دنیا میں ایک دروازہ ایسا ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا اور وہ دروازہ ماں کی ممتا کا ہے۔

☆ ماں ایک ایسی لازوال ہستی ہے کہ جس کے دم سے یہ کائنات آباد ہے۔

☆ جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے ماں کا نافرمان بھی ہے۔

☆ ماں کا تصور، اس کی یاد اور اس کا ذکر دکھوں کی تمازت کو کم کرتا ہے۔

☆ ہو سکتا ہے جب میں اپنی ماں کی یاد میں روتا ہوں تو فرشتے میرے آنسو پونچھتے ہو۔

☆ ماں ایک عظیم ہستی ہے اگر وہ نہ ہوتو دنیا کی کوئی شے اچھی نہ لگتی۔

☆ جس گھر میں ماں کی عزت نہ ہو وہ گھر ضرور برباد ہو جاتا ہے۔

☆ ماں اپنے آنچل سے ہمارے تمام اشک پونچھ کر ہمیں مسکرانا سکھاتی ہے۔

☆ جب بچہ مسکراتا ہے تو ماں کی پوری کائنات جھومتی محسوس ہوتی ہے۔

☆ ماں نہ ہوتو گھر میں خوشی کے پھول نہیں کھلتے۔

☆ ماں اس دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے۔

☆ ماں کی پُرنم آنکھوں سے سخت سے سخت دل کو موم کیا جا سکتا ہے۔

☆ ماں کے بغیر گھر سونا سونا لگتا ہے۔

☆ ماں ایک پھول ہے جو دنیا کے کانٹے چبھنے کے باوجود مسکراتا ہے۔

☆ ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔

☆ ماں کو مصیبت کے وقت جب بھی یاد کرتا ہوں تو مجھے سکون ملتا ہے۔

☆ ماں ایک کتاب کی مانند ہے۔

☆ ماں ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ زندگی کی تھکن دور کرتا ہے۔

☆ ماں کی دعا کامیابی کا راز ہے۔

☆ ماں دکھوں کا مداوا ہے۔

☆ ماں کا سایہ شہد کی طرح فرحت اور تسکین دیتا ہے جیسے صحرائے عرب میں سر سبز درخت۔

☆ ماں کی نافرمانی کرنے والا کبھی سکون نہ پائے گا۔

☆ ماں کی اطاعت کرنے والا جنت میں جائے گا۔

☆ ماں ایک ایسا موتی ہے جو ایک بار کھو جانے کے بعد دوبارہ نہیں ملتا۔

☆ ماں خدا کا عظیم تحفہ ہے۔

☆ ماں کی محبت کسی خزانے سے کم نہیں۔

☆ ماں ایسی چھاؤں ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔

☆ جس نے ماں کا ادب کیا وہ دنیا و آخرت میں فلاح پائے گا۔

☆ کبھی ماں سے بد دعا نہ لو۔

☆ ماں سے بڑھ کر گھنی چھاؤں والا پودا نہیں دیکھا گیا۔

☆ دنیا میں کوئی بھی چیز ماں جیسی شفیق پیدا نہیں ہوئی۔

☆ ماں کا دل سدا بہار پھولوں کی مانند ہے۔

☆ کان کھول کر سن لو ہر درد کی دوا صرف ماں ہے اور ہر محبت ماں کی محبت کے سامنے کمتر ہے۔

☆ صبر و برداشت کی عظیم کہانی ماں ہے۔

☆ ماں کی حکمت و تدبیر گھر کو آباد رکھتی ہے۔

☆ کوئی ماں اپنے بچوں کو بدتمیز دیکھنا پسند نہیں کرتی۔

☆ ماں گھر کی روشنی ہے۔

☆ بہار اور خزاں میں ماں ہی ہماری پُر خلوص ساتھی ہے۔

☆ ماں زندگی کے اندھیروں میں اجالا ہے۔

☆ اللہ تیرے سارے گناہ بخش دے گا تو صرف اپنی ماں کو راضی کر لے۔

☆ ماں حسن سلوک اور فرمانبرداری کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔

☆ قومیں اپنی ماؤں کی گود میں پلتی اور انہی کے اخلاق و اطوار حاصل کرتی ہیں۔

☆ ماں کی خوشی سے خدا خوش ہوتا ہے۔

☆ خوش قسمت ہے وہ اولاد جس کے والدین اس سے خوش ہوں۔

☆ ماں کا دل بڑا نرم اور رحیم ہوتا ہے۔

☆ ماں ایک نغمۂ جانفزا ہے جو سننے والے کے دل میں اُتر جاتا ہے۔

☆ ماں گلشن کا وہ دلکش پھول ہے جس میں خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے۔

☆ ماں وہ ہستی ہے جس کی تعریف کے لئے دنیا میں الفاظ نہیں ملتے۔

☆ ماں وہ شخصیت ہے جو ہر وقت اپنی اولاد کی خوشی کے لئے دعا مانگتی ہے۔

☆ دونوں جہانوں میں خوشحال زندگی کا دارومدار ماں کی دعا پر ہے۔

☆ لمبی عمر پانے کے لئے ماں کی دعا بے حد ضروری ہے۔

☆ ماں ایک ایسی شفیق ہستی ہے جس کی شفقت کبھی تہی دامن نہیں ہوتی۔

☆ ماں قسمت بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

☆ ہر ماں کے نزدیک اس کی اولاد ہی سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔

☆ دنیا میں کوئی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔

☆ ماں کا غصہ وقتی ہوتا ہے جو فوراً زائل ہو جاتا ہے۔

☆ ماں کا پیار کسی کو بتانے یا دکھانے کا نہیں ہے۔

☆ بچے کے لئے سب سے اچھی جگہ ماں کی گود ہے۔

☆ ماں سچائی کا پیکر، گلاب جیسی خوشبو، چودھویں کے چاند کی چاندنی اور لازوال محبت ہے۔

☆ ماں گلشن کا وہ پھول ہے جو چمن کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔
☆ ماں ایک لازوال رشتہ ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔
☆ ماں ٹھنڈک ہے ابر بہاراں کی۔
☆ ماں کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور پھول سے زیادہ خوبصورت ہے۔
☆ شفقت جو بھی تھی باپ کے حصے میں آ گئی اور پیار کے تمام جذبے ماں میں آ بسے۔
☆ ماں کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔
☆ ماں کی خوشنودی دنیا میں باعث سعادت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔
☆ ماں کی اصل خوبصورتی اس کی محبت ہے۔
☆ ماں کی آغوش انسان کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔
☆ ماں سے بڑھ کر کوئی بڑا اُستاد نہیں۔
☆ ماں کی دعا میں اولاد کی کامیابی کا راز ہے۔
☆ ماں کی محبت پھول سے زیادہ تروتازہ اور لطیف ہے۔
☆ ماں کی بد دعا سے بچو کیونکہ خدا اور اس کے درمیانِ کوئی پردہ نہیں ہوتا۔
☆ ماں کا دوسرا نام جنت ہے ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔
☆ ماں کتنا وسیع ہے تیرا صبر اور کتنی رواں ہے تیری مہربانی۔
☆ اسلامی تہذیب کی پوری عمارت ماں کی تعظیم واطاعت پر قائم ہے۔
☆ ماں کی دعا کی خوشبو سدا مہکتی رہتی ہے۔
☆ ماں کا دل اتنا وسیع ہے کہ اس میں کائنات سما جاتی ہے۔
☆ بچے ماں کی گود میں تحفظ حاصل کرتے ہیں۔
☆ بچہ بیمار ہو جائے تو ماں کو آداب دعا خود بخود آ جاتے ہیں۔

☆ ماں ایک ایسا ستارہ ہے جو زندگی میں کبھی نہیں ڈوبتا۔

☆ زندگی کی تمام مسرتیں پیار سے ''ماں'' کہنے سے مل جاتی ہیں۔

☆ ماں کی محبت حقیقت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

☆ بچے کا مستقبل ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے۔

☆ ماں نعمت و رحمت ہے۔

☆ ماں سچائی کا پیکر ہے۔

☆ ماں ہمیشہ اپنی اولاد کا ناز اُٹھاتی ہے۔

☆ ماں پریشان ہو تو کائنات بے چین ہو جاتی ہے۔

☆ دیکھو تمہیں مسکراتا دیکھ کر ماں کتنی خوش ہوتی ہے۔

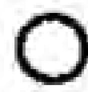
☆ ماں وہ صدف ہے جس کے سینے میں حقیقی محبت کا چمکدار موتی چھپا ہے۔

☆ ماں خدا کا جلوہ اور اس کی خوشی ہے لہٰذا ماں کو خوش رکھنا ضروری ہے۔

☆ سب سے خوبصورت اور میٹھا پیار ماں کا ہوتا ہے۔

☆ ماں کی دعا مایوسیوں میں روشنی کا مینار ہوتی ہے۔

؎ کرے جب یاد ماں مجھ کو کہیں اپنی دعاؤں میں
کڑی پھر دھوپ سے آؤں گھنی ٹھنڈی سی چھاؤں میں
سلگتے ہیں مرے نالے تو ملتی ہے وہ پھر جنت
اے ماں میری' مری ہمدم مجھے تیرے ہی پاؤں میں



عظیم لوگوں کی عظیم مائیں

جو کہ اک ابر کرم ہے ایک کشت بارور
زندگی کے شہد سے بھرپور جس کے برگ و بر
مختلف صورت میں ہر اک دور میں زندہ رہی
آمنہؓ مریم کبھی دائی حلیمہ بن گئی
جس کی عظمت کی گواہی دی خدائے پاک نے
جس کو دی تعظیم بڑھ کر صاحب لولاک نے

رسول اعظم ﷺ کی ماں (رضی اللہ عنہا)

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ حق میں جس قدر تکالیف پہنچیں اور جتنا آپ کو ستایا گیا کسی نبی و رسول کو اس قدر نہ ستایا گیا لیکن حضور علیہ السلام نے زندگی کے تمام مراحل پہ صبر و استقامت، تحمل و برداشت اور جرأت و مردانگی کا مظاہرہ فرمایا اور اپنی امت کو بھی حضور علیہ السلام نے یہی تعلیم ارشاد فرمائی۔

چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یتیم پیدا ہوئے چھ برس کی عمر تھی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو مدینہ شریف لے گئیں۔ مدینہ شریف میں ایک ماہ تک قیامت کے بعد جب مکہ مکرمہ واپس آ رہی تھیں تو مقام ابواء شریف پہ پہنچ کر داغ مفارقت دے گئیں۔ دیار غیر میں دوران

سفر اس طرح کا حادثہ کوئی معمولی نہیں ہوتا والد ماجد کا سایہ پیدا ہونے سے پہلے ہی سر سے اُٹھ گیا۔ اب والدہ ماجدہ نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا تو شدتِ غم سے آپ کی چشمانِ مقدس سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اس سفر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھیں وہ آپ کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ واپس آئیں۔

حضرت ام ایمن وہ بزرگ خاتون تھیں کہ ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے تھے ام ایمن میری والدہ کے بعد میری ماں ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں امی کہہ کر بلایا کرتے تھے ام ایمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ساتھ کنیزہ کے طور پر رہتی تھیں۔ جب آپ کے والد حضرت عبد اللہ نے وفات پائی تو یہ (حضرت آمنہ ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت کرنے لگیں، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ کی خبر گیری اور خدمت پر معمور تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جن خوش نصیبوں کو سبقت فی الاسلام کی سعادت نصیب ہوئی حضرت ام ایمن بھی ان میں شامل تھیں۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیوگی کا زمانہ گزار رہی تھیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص جنت کی کسی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو وہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا۔ (ان کے بطن سے ہی محبوب رسول حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکتی تھیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے رحلت فرمائی تو یہ شدت غم سے نڈھال ہو گئی تھیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو ایسے جاری تھے کہ تھمتے نہ تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہ کی اس حالت کا علم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اے ام ایمن! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر چیز موجود ہے۔ یہ بولیں: یہ تو مجھے معلوم ہے مگر میرا رونا تو اس لئے بھی ہے کہ اب وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے یہ سن کر صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بھی بہت رقت طاری ہو گئی یہ دونوں بزرگ بھی رونے لگے۔ رضی اللہ عنہم (مسلم شریف)

صحیح مسلم اور مسند احمد وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر جب اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھ کر بے اختیار رو پڑے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا روتے ہوئے کبھی نہ دیکھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر روئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں

خدا تعالیٰ کے پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام خدا کا حکم پا کر اپنے شیر خوار بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو ایک چٹیل میدان میں چھوڑ آتے ہیں۔ ایسی وادی جس میں نہ سبزہ ہے نہ پانی ہے۔

یہ وادی جس میں سبزہ تھا نہ پانی تھا نہ سایہ تھا
اسے آباد کر دینے کو ابراہیم آیا تھا

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کو اس جگہ چھوڑ کر بارگاہ ربوبیت میں دعا کرتے ہیں۔ جس کا ترجمہ شاعر نے یوں کیا

سحر کے وقت ابراہیم نے اُٹھ کر دعا مانگی
خدا کا فضل مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی
کہ اے مالک عمل کو تابع ارشاد کرتا ہوں
میں بیوی اور بچے کو یہاں آباد کرتا ہوں
بشارت تیری سچی ہے تیرا وعدہ بھی سچا ہے
بس اب تو ہی محافظ ہے یہ بیوی ہے یہ بچہ ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس آ جاتے ہیں' حضرت ہاجرہ اور ان کا بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اس بے آب وگیاہ وادی میں رہتے ہیں۔ چند دن تو وہ چیزیں کھاتی پیتی ہیں جو حضرت ابراہیم دے گئے تھے۔ جب وہ ختم ہو گئیں اور پانی بھی ختم ہو گیا۔ ادھر کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں اور پینے کے لئے پانی بھی نہیں تو بچے کو دودھ پلانا مشکل ہو گیا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سخت بے چین ہو گئیں ۔کیونکہ

یہاں صحرا ہی صحرا تھا' چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جناب ہاجرہ یا ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں
زمین کا ذرّہ ذرّہ مہر کی صورت چمکتا تھا
بہت بے تاب تھی ماں گود میں بچہ بلکتا تھا

سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے بچے کا رونا نہ دیکھا گیا تو پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑتی ہیں کہ شاید پانی مل جائے۔

کبھی اس سمت جاتی تھیں کبھی اس سمت جاتی تھیں
خیال آتا تھا بچے کا تو فوراً لوٹ آتی تھیں
بہت ڈھونڈا نہ کچھ آثار پانی کے نظر آئے
جدھر اٹھی نظر جھلسے ہوئے ٹیلے نظر آئے
قیامت کی گھڑی تھی پڑ گئے تھے پاؤں میں چھالے
چلی جاتی تھیں، آنکھیں آب میں، بچے میں دل ڈالے

یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اماں ہاجرہ رضی اللہ عنہا کس طرح دیوانہ وار پانی کی تلاش میں بھاگ رہی ہیں۔ بیٹا اسماعیل علیہ السلام پتھروں پر لیٹا ہوا ہے اور ماں کبھی کوہِ صفا پر جاتی ہے کبھی کوہِ مروہ پر جاتی ہے اور پھر کوہِ مروہ سے کوہِ صفا پر جاتی ہے ذرا دیکھئے بچہ بے قرار ہے اور ماں برق رفتار ہے۔

اگر آپ سوال کریں کہ ایک بھوکی پیاسی کمزور، نحیف و ناتواں پاکیزہ فطرت، جلا وطن اکیلی عفیفہ کی حالت اس انتہائی مصیبت کے وقت کیا تھی تو اس کا جواب کوہِ صفا کے پتھروں سے پوچھو جنہوں نے اس عفیفہ کو خشک ہونٹوں اور کانپتے ہاتھوں سے بارگاہ ربّ العزت میں دعا کرتے دیکھا تھا۔ اگر ماں کی سرفروشانہ کیفیت سننا چاہتے ہو تو ان تپتے ہوئے پتھروں اور جھلسا دینے والے ریت کے ذرّوں سے دریافت کرو، جنہوں نے اس مقدس ماں کے قدموں کے لہو سے اپنی پیاس بجھائی تھی۔

کبھی سورج سے سوال کرو کہ اے آفتاب عالمتاب! کیا تو نے کبھی ان جیسا نظارہ دیکھا ہے، آسمان سے پوچھو! زمین سے سوال کرو! تمہیں یہی جواب ملے گا کہ ماں کی ممتا جیسا جذبہ اور کسی میں نہیں دیکھا۔

ماں کو اپنے زخموں پاؤں سے رسنے والے خون کی پروا نہیں بلکہ پیاس سے

بلکنے والے بچے کا خیال ہے کیونکہ بچہ کو ماں کی جدائی گوارا نہیں اور ماں کو بچہ کی جدائی برداشت نہیں ہم جتنی کوشش بھی کریں مگر اپنے کم سن بچے کو رونے سے چپ نہیں کرا سکتے۔ مگر ماں کے ہاتھوں میں خدا تعالیٰ نے وہ برکت رکھی ہے کہ ادھر ماں نے ہاتھ بڑھائے اور ادھر اس ننھی سی بلکتی ہوئی جان کو سکون نصیب ہو گیا۔

(ماخوذ بتصرف)

وہ میرے ساتھ روتی ہے وہ میرے ساتھ ہنستی ہے
مَری کب ہے مِری ماں اب بھی میرے دل میں بستی ہے
زمانے بھر میں کوثر مِل نہیں سکتا بدل جس کا
فقط اک ماں کی ہستی ہے فقط اک ماں کی ہستی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں

قرآن مجید میں سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا تذکرہ اور ان کی بے قراریوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ قصص میں یوں فرمایا:

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ (القصص:۷)

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو حکم بھیجا کہ تو دودھ پلاتی رہ پس جب تجھ کو ڈر ہو اس (بچے) کا تو ڈال دے اس کو دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو۔ ہم پھر پہنچا دیں گے۔ اس کو تیری طرف اور کریں گے ہم اس کو رسولوں میں سے۔

معزز قارئین! فرعون کی طرف سے بچوں کے قتل کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ فرعون کو نجومیوں نے کہہ دیا ہے کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والا ایک بچہ اس کی

بادشاہی کے لئے خطرہ بن سکتا ہے اس لئے فرعون ہر پیدا ہونے والے بچے کو قتل کرنے کا حکم دے چکا ہے اوراب تک ہزاروں بچے قتل ہو چکے ہیں۔ان ہی دنوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوتی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ خوف زدہ ہوتی ہیں کہ کہیں میرے بچے کو بھی قتل نہ کر دیا جائے تو اس پریشانی کے عالم میں حضرت موسیٰ کی والدہ کو حکم خداوندی ملتا ہے کہ میرے بھروسے پر اپنے بیٹے کو دریا میں ڈال دے۔اسے دریا میں ڈالنا تیرا کام ہے اور پھر اسے نبوت دے کر بحفاظت تیری گود میں پہنچانا تیرے خدا کا کام ہے۔ سبحان اللہ العظیم

یہ خداوند قدوس کا حکم ہے جس میں اللہ ربّ العزت ایک بچے کو ماں سے جدا کرنے کی صورت میں اپنی الہامی آواز سے تسلی و تشفی فرما رہا ہے کہ بچے کے جدا ہونے کی صورت کے متعلق غم و اندیشہ نہ کرنا یہ جدائی فقط عارضی ہے۔یہی بچہ چند حکیمانہ کارروائیوں کی تکمیل کے بعد تیرے حوالے کر دیا جائے گا اور پھر اس کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا جائے گا۔مگر باوجود ان تسلیوں کے ماں کے دل کو قرار نہ رہا۔اور یہ تسلیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اس کے کسی رشتہ دار نے نہیں دی تھیں بلکہ خود احکم الحاکمین نے دی تھیں۔

اللہ کریم کے وعدہ کے باوجود کہ ہم تیرا بیٹا تجھے واپس لوٹا دیں گے۔پھر بھی ماں کی ممتا بے چین رہتی ہے۔اسے رات نیند نہیں آتی اور قرآن میں خود پروردگار عالم اس ماں بے قراری کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغًا۔ اور صبح کو موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا۔

یعنی صبح اٹھ کر اسے بیٹے کی یاد ستانے لگی۔

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اس ماں نے رات جاگ کر گزاری ہو گی جس ماں کا پیارا، لختِ جگر اس کی گود سے دور ہو گیا بلکہ خود اس نے اسے دریا کے سپرد کیا ہو۔ وہ نہ جانے کیا کچھ سوچتی رہی ہو گی۔ اسی حالت میں صبح کی اور صبح ہوتے ہی قریب تھا کہ صبر و ضبط کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور لوگوں پر ظاہر کر دیں کہ میں نے اپنا بچہ دریا میں ڈالا ہے اگر کسی کو خبر ہو تو مجھے لا کر دے دے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا وعدہ انا رادوہ الیك وجاعلوہ من المرسلین٥ کو یاد کر کے دل کو تسلی دے دیتی تھیں۔

یہی وہ گرہ ہے جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے۔

ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبھا لتکون من المؤمنین۔

قریب تھی کہ ظاہر کر دے بے قراری کو اگر نہ گرہ دی ہوتی اس کے دل پر ہم نے اس واسطے رہی یقین کرنے والوں میں سے۔

اس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی طرف واپس کر دیا گیا تو ارشاد خداوندی ہے۔

فرددنہ الی امہ کی تقر عینھا ولا تحزن۔

پھر ہم نے پہنچا دیا اس کو اس کی ماں کی طرف تا کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو۔

یعنی جب بچہ ماں کے پاس ہو تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہیں اور اسے غم نہیں رہتا اور جب ماں سے اس کا بیٹا دور ہو تو پھر ماں کو قرار آنا بہت مشکل ہے۔

معزز قارئین! ان حقائق کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ممتا کا جذبہ ماں کے دل میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک وہبی عطیہ ہے جس کے حصول کے بعد ماں کا مقام حقوق العباد میں بہت ہی بلند ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ماں

حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کو حصولِ علم اور مقبولانِ حق کی صحبت کا شوق پیدا ہوا آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ امی جان مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں بغداد جا کر علم دین حاصل کروں۔ والدہ نے فرمایا: بیٹا! جاؤ اجازت ہے اور پھر چالیس دینار لا کر حضرت غوث اعظم کو دیئے کہ لو یہ اپنے خرچ کے لئے ساتھ لیتے جاؤ۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ دینار لے لئے اور ایک بٹورے میں سی کر کمر کے ساتھ باندھ لئے اور بغداد جانے کے لئے تیار ہو گئے والدہ نے رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا: بیٹا ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے ہمیشہ کنارہ کش رہنا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ والدہ سے رخصت ہو کر ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کو چل دیئے یہ قافلہ ایک جنگل میں پہنچا تو ساٹھ گھوڑ سوار ڈاکوؤں نے اس قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ کو لوٹنا شروع کر دیا۔ ایک ڈاکو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی آیا اور کہا: اے لڑکے! بتا تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو نے پوچھا کہاں ہیں؟ فرمایا یہ کمر میں بندھے ہیں۔ ڈاکو نے اس بات کو مذاق سمجھا اور چلا گیا۔ پھر دوسرا ڈاکو آیا اور اس نے بھی آپ سے یہی سوال کیا اور آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا' وہ بھی مذاق سمجھ کر چلا گیا پھر تیسرا ڈاکو آیا اور اس سے بھی یہی سوال و جواب ہوا اسی طرح متعدد ڈاکوؤں نے آپ سے یہی سوال کیا تو آپ نے سبھی سے فرمایا: ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکوؤں کو کچھ شک گزرا تو وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے بھی آپ سے یہی سوال کیا کہ کیوں اے فقیر لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہے۔ سردار نے پوچھا کیا ہے؟

فرمایا: چالیس دینار، سردار نے پوچھا کہاں ہیں؟ فرمایا یہ کمر کے ساتھ بندھے ہیں۔ سردار نے آگے بڑھ کر تلاشی لی تو واقعی چالیس دینار نکل آئے۔

ڈاکوؤں کا سردار بہت حیران ہوا کہ اس لڑکے نے اپنا مال بتایا کیوں؟ جبکہ ڈاکوؤں سے تو مال چھپایا جاتا ہے چنانچہ ڈاکوؤں کے سردار نے بڑے تعجب کے ساتھ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اے لڑکے! تم نے یہ مال ہم سے چھپایا کیوں نہیں اور صاف صاف بتا کیوں دیا؟ آپ نے فرمایا: میری والدہ نے مجھ سے سچ بولنے کا وعدہ لیا تھا اس لئے میں نے سچ ہی بولا اور سچ ہی بولتا رہوں گا تاکہ والدہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔ ڈاکوؤں کے سردار نے یہ بات سنی تو چیخ مار کر رونے لگا اور کہا ہائے افسوس! یہ لڑکا تو اپنی والدہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کی اتنی پاسداری کرے اور میں جو اپنے ربّ سے وعدہ کر کے آیا ہوں آج تک اسے نباہ نہ سکا۔ اے لڑکے! ادھر لا ہاتھ میں تیرے ہاتھ پر آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہوں یہ کہہ کر اس نے سچے دل سے توبہ کی اور پھر اپنے ماتحت ڈاکوؤں سے کہا جاؤ بھئی! میرے ساتھ اب تمہارا کوئی واسطہ نہیں، ان ڈاکوؤں نے جواب دیا کہ آپ ہمارے سردار ہی رہیں گے اور وہ اس طرح کہ ہم بھی اس بُرے کام سے توبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان سب نے بھی سچے دل سے توبہ کی اور لوٹا ہوا مال واپس کر کے آئندہ اچھی اور شرعی زندگی گزارنے لگے۔

(بہجۃ الاسرار ص ۵۷)

معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں
بے ادب ماں با ادب اولاد جن سکتی نہیں

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ماں

خلیفہ منصور کے دور میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضا کی پیش

کش کی گئی تو امام ابو حنیفہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا‘ گورنر ابن ہبیرہ نے غیظ و غضب سے مغلوب ہو کر قسم کھاتے ہوئے اعلان کیا۔

وان لم یفعل لنضربنه بالسیاط

اگر عہدۂ قضا کو ابو حنیفہ نے قبول نہ کیا تو میں ان کے سر پر کوڑے مار کر رہوں گا۔

گورنر نے امارت کے گھمنڈ میں قسم کھائی تو لوگ کانپ اٹھے مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو دین کے نشہ میں مخمور تھے اور ابن ہبیرہ کے کوڑوں سے زیادہ آخرت کی فکر تھی۔ آپ نے اسی لب و لہجہ میں فرمایا: واللہ لا فعلت ولز قتلنی

خدا کی قسم میں ہرگز عہدہ قضا قبول نہ کروں گا اگرچہ مجھے ابن ہبیرہ قتل ہی کیوں نہ کر دے۔

امام ابو حنیفہ کا یہ جواب گورنر کی رفعت کے مینارے پر کلہاڑی تھا امام صاحب کا یہ جواب اس کی احساس برتری پر ایسی چوٹ تھی کہ تلملا اُٹھا امام ابو حنیفہ کو جیل سے نکلوا کر اپنے سامنے حاضر کروایا۔ غصہ سے جہنم کی آگ کی طرح بھڑک رہا تھا‘ دنیاوی اختیارات کی وسعتوں کے پیش نظر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو موت تک کی دھمکی دے رہا تھا۔ امام ابو اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے پوری استقامت اور بڑی بے نیازی کے ساتھ فرمایا۔ انما ھی میتة واحدة۔

صرف ایک ہی موت تک ابن ہبیرہ کا اقتدار ہے۔

ابن ہبیرہ کے اشارہ سے جلاد ٹوٹ پڑے امام ابو حنیفہ کے کھلے سر پر پے در پے کوڑے برس رہے تھے۔ جب سزا کے بعد ابو حنیفہ کو واپس جیل خانہ لے جایا جا رہا تھا تو سر پر مار کے نشان پڑے ہوئے تھے اور مظلوم امام کا چہرہ سوجا ہوا تھا۔ امام ابو حنیفہ پر گریہ طاری تھا۔ لوگوں نے اس بارے میں دریافت کیا تو امام صاحب

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اس مار کی مجھے کچھ پرواہ نہیں بلکہ مجھے اپنی ماں کی فکر ہے کہ میرے اس حال کو دیکھ کر اس بے چاری کا کیا حال ہوگا''۔

(دفاع امام ابو حنیفہ ص ۲۳۷-۲۳۸)

وہ مائیں پیدا کرتی تھیں نمازی ۔ دھنی تلوار کے میداں کے غازی
وہ مائیں جبکہ لیتی تھیں بلائیں ۔ یوں بیٹوں کو وہ دیتی تھیں دعائیں
عبادت میں کٹے بیٹا جوانی ۔ شہادت میں ختم ہو زندگانی
وہ مائیں گھر کی دیواروں کی زینت ۔ نہ یہ مائیں کہ بازاروں کی زینب
بھلا بیٹے وہ کب مسجد میں آئیں ۔ کہ جن کی بے ادب ایسی ہوں مائیں

خیر التابعین حضرت اویس قرنی کی ماں

سیّدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کون واقف نہیں ہوگا۔ ملک یمن کی قرن نامی بستی میں تشریف فرما تھے اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے ہر وقت بے تاب رہتے تھے۔

حاضری کا قصد بھی کیا مگر ماں کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے کبھی ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ یہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار و خدمت گزار تھے جب بھی سفر کا ارادہ فرماتے ان کی ماں رونے لگتیں اور غمزدہ ہو جاتیں اسی وجہ سے یہ ہر بار اپنا ارادہ بدل دیتے یہاں تک کہ سرکار دو جہاں سیّد انس و جاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے اور ان کی بے قرار نگاہوں کو رخِ زیبا کا ظاہری دیدار نہ حاصل ہو سکا۔ (الدعوۃ الاصلاحیہ ص ۱۹۴ شیخ محمد بن علوی مالکی)

کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ اس عاشق زار کے قلب نازک پر کتنا بڑا صدمہ پہنچا ہوگا جو وصال حبیب کی تمنا میں زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑی بے قراری سے گزار رہا

ہو اور ایک پل کے لئے بھی اسے جمال حبیب کا جلوۂ زیبا نصیب نہ ہوا ہو پھر اسی عالم میں اسے اس کے حبیب کی رحلت کی غمناک خبر پہنچا دی گئی ہو؟ ہے کوئی جو ماں باپ کی خدمت گزاری میں ایسی مبارک تمناؤں کو قربان کر دے؟ سرکار کے شرف صحبت' بلکہ شرفِ زیارت سے مشرف ہونا اس کے امکان میں ہو اور پھر بھی شب و روز ماں کی رضا جوئی و دلدہی میں لگا رہے؟ یہ شان ہے سیّد التارکین' افضل التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنہوں نے اپنی بے سہارا ماں کی خدمت و رضا میں یہ سب کچھ قربان کر دیا۔ مگر ان کی یہ قربانی رائیگاں نہ گئی بلکہ اس صلہ میں خدائے ذوالجلال نے انہیں ایسے فضل خاص سے نوازا کہ اس پر دنیا جتنا بھی رشک کرے کم ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

ان خیر التابعین رجل یقال له اویس وله والدة وکان به بیاض فمروہ فلیستغفر لکم۔

تابعین میں سب سے افضل و بزرگ وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے اس کی ایک ماں ہے۔ اس سے گزارش کرو کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۸۲، بحوالہ مسلم ج ۲ ص ۳۱۱)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک دوسرے بیان میں یہ اضافہ بھی ہے:

کان به برص فبرأ منه الا موضع درهم له والدة هو بها بر لو اقسم علی الله لابره

(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۱۱)

اس کے بدن میں سفید داغ تھا جو درہم بھر جگہ کے سوا سب ٹھیک ہو گیا۔ وہ اپنی ماں کا اطاعت شعار و خدمت گزار ہے اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھا لے تو خدائے کریم اسے ضرور پورا فرمائے گا۔

اس بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک بیان یہ بھی ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرا نام لے کر یاد فرمایا تو میرے دل میں خیال آیا کہ شاید حضور مجھے کہیں بھیجیں گے مگر آپ نے فرمایا: اے عمر! رضی اللہ عنہ میری امت میں اویس نام کا ایک شخص ہے جب اس سے تیری ملاقات ہو تو اسے میرا سلام کہو اور اس سے اپنے لئے دعا کراؤ کیونکہ وہ پروردگار عالم کے نزدیک کریم ومحبوب ہے اگر خدائے تعالیٰ پر کوئی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ڈھونڈا مگر ملاقات نہ ہوسکی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تلاش کیا پھر انہیں تلاش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ملاقات ہوئی میں نے کہا سرکار نے آپ کو سلام کہا ہے تو انہوں نے جواب دیا:

علی رسول اللّٰہ السلام علیك یا امیر المؤمنین۔

(اشعۃ اللمعات بحوالہ جمع الجوامع للسیوطی)

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے اپنا پیرہن بھی رکھ چھوڑا تھا جسے حضرت عمر فاروق وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مدت کے بعد ان کا پتہ لگا کر انہیں عطا کیا۔ (سچی حکایات ج ۳ ص ۱۳، ۱۴)

سبحان اللہ، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ماں کی خدمت نے ایک گمنام شخص کو اتنا عظیم بنا دیا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے پیراہن وسلام سے نواز رہے ہیں اور حضور علیہ السلام کے حکم سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دس سال سے اس کی تلاش میں ہیں۔ خیر الرسل اس کو خیر التابعین کا لقب دے کر اپنی امت کے لئے دعا کا پیغام بھیج رہے ہیں اور خدا تعالیٰ اس کو مستجاب الدعوات بنا رہا ہے۔ کیا خوب کہا شاعر مشرق نے

؎ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات کے لئے ہماری کتاب الباقیات الصالحات المعروف مقالات وخطبات کا مطالعہ فرمائیں)

مجاہدین وشہداء کی مائیں

☆ کتب تواریخ میں لکھا ہے سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بائیس جمادی الاخریٰ اکیس ہجری کو مقام حمص پہ وفات ہوئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک ضعیف وناتواں عورت کو دیکھا اور پوچھا یہ بڑھیا کون ہے؟ عرض کیا گیا یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہے جو اپنے بیٹے کے غم میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو کر رہ گئی ہیں۔ آپ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: خوش نصیب ہے وہ ماں جس کے بطن سے خالد جیسا فرزند پیدا ہوا اور فرمایا: نعمت کی قدر ومنزلت کا پتہ نعمت چھن جانے کے بعد ہی چلتا ہے۔

☆ حضرت عفراء صحابیہ رضی اللہ عنہا جو صحابیات میں ایک امتیازی شان رکھتی ہیں اور وہ یہ کہ ان کا نکاح پہلے تو حارث سے ہوا جس سے ان کے تین بیٹے تھے (عوف معوذ اور معاذ) پھر ان کا نکاح بنیا لیل سے ہوا جس سے ان کے چار بیٹے تھے۔ (ایاس، عاقل، خال اور عامر) یہ ساتوں کے ساتوں بیٹے غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور یہ حضرت عفراء رضی اللہ عنہ کی خصوصی شان ہے کیونکہ ان کے علاوہ کسی اور صحابیہ کے سات بیٹے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۱۴۴) ان کے بیٹوں میں سے حضرت معاذ ومعوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایمان افروز واقعہ تو صحیح بخاری میں موجود ہے کہ ابوجہل کو فنا فی النار کرنے میں انہوں نے

کتنا عظیم کردار ادا کیا۔ بخاری شریف کی حدیث کے الفاظ کا اشعار میں ترجمہ کر کے حفیظ جالندھری نے انہی کی بارگاہ میں نذرانۂ محبت پیش کیا ہے کہ انہوں نے عین حالت جنگ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: اے چچا ابو جہل کہاں ہے؟ انہوں نے فرمایا:

حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ
بچوں نے بڑی جرأت سے جواب دیا
وہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا: تمہیں ابوجہل سے کام کیا ہے؟ تو ان دونوں نے بیک زبان ہوکر کہا۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

یہ غیرت مند بچے اسی بابرکت خاتون حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں۔

☆ حضرت خنسہ رضی اللہ عنہا کے چار بیٹے تھے چاروں کے ہاتھوں میں تلواریں تھما دیں اور فرمایا: جاؤ اسلام کی عظمت پہ نثار ہو جاؤ اور یاد رکھو اگر تم میں سے کسی کی پیٹھ پہ زخم لگا تو میں شرم سے مر جاؤں گی۔ میری دعائیں بیکار ثابت ہوں گی تمہارے سینے چھلنی ہوں تو ہوں' پیٹھ پہ نشان نہ لگے۔ میں تمہیں غیرت مند شہید دیکھنا چاہتی ہوں' بچے میدان میں جاتے ہیں' بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں' جام شہادت نوش فرماتے ہیں' جسموں کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں' ماں میدان جہاد میں جاتی ہے' بہت مطمئن نظر آتی ہے' اپنے جگر کے ٹکڑوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر بجا لاتی ہے' الحمد للہ کا ورد زباں پہ سجاتی ہے اور لوگوں کو فرماتی ہے کہ آؤ مجھے مبارک دو

کیونکہ میں چار شہیدوں کی ماں بن بیٹھی ہوں۔ مجھے ناز ہے کہ میرے بیٹے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ قربان ہو گئے ہیں۔ (ماں کی عظمت' خلاصۂ)

جو ہے خوشبو تری اے مامتا وہ مل نہیں سکتی
کہیں ڈھونڈے سے بھی دنیا کی مصنوعی وفاؤں میں
فرشتوں کا تقدس ہے تری پاکیزگی میں بھی
ہے پوشیدہ کوئی چاہت تری ان سب اداؤں میں
کوئی مشکل پڑے جب بھی مجھے انجم تو پھرا بھرے
وہی اک مہرباں چہرہ مری ساری اداؤں میں

اولیاء و صلحاء کی مائیں

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے بچپن میں اپنے استاد سے قرآن پاک کی ایک آیت سنی۔ ان اشکر لی ولوالدیك ۔ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا۔ والدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں امی جان ایک شخص دو گھروں کا نظام کیسے چلا سکتا ہے' یا تو آپ مجھے اللہ کے حوالے کر دیں اور اپنا حق خدمت معاف کر دیں یا پھر اللہ تعالیٰ سے اس کا حق معاف کروا دیں اور اپنی خدمت لیتی رہیں۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا: میں اپنا حق تمہیں معاف کرتی ہوں اور تجھے اللہ کے دین کے لئے وقف کرتی ہوں چنانچہ حضرت بایزید تقریباً تیس سال مختلف مقامات پہ جا کر دین سیکھتے رہے اور بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔

تیس سال کے بعد خیال آیا کہ والدہ کی خدمت میں حاضری دوں چنانچہ گھر آئے تو دروازہ بند تھا' والدہ وضو فرما رہی تھیں اور یہ دعا کر رہی تھیں۔ اے اللہ! میرے مسافر بیٹے کی خبر ہو تیرے مقبول بندے اس سے خوش رہیں حضرت بایزید

یہ سن کر بہت روئے' دروازہ کھٹکھٹایا' والدہ نے پوچھا کون؟ عرض کیا! آپ کا مسافر بیٹا بایزید' فرمایا: تیری جدائی میں رو رو کر آنکھیں خراب ہو گئیں ہیں' کمر ٹیڑھی ہو گئی ہے بیٹا تو اتنی دیر کہاں رہا؟ حضرت بایزید خود فرمایا کرتے تھے مجھے تو خبر ہی بعد میں ہوئی جو نعمت میں مجاہدات میں تلاش کرتا رہا وہ تو ماں کی خدمت ورضا مندی میں ہے۔

☆ زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کی والدہ ماجدہ بچپن میں آپ کو نماز کی عادت ڈالنے کے لئے فرماتیں اگر تم نماز پڑھو گے تو تمہیں شکر ملے گی۔ چنانچہ آپ مصلّٰی کے نیچے شکر کی پڑیا بنا کر رکھ دیتیں۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ شکر نکال لیتے' ایک دن اتفاقاً والدہ کو شکر رکھنی یاد نہ رہی بابا صاحب نے نماز پڑھنا شروع کی تو ماں نے ربّ کی بارگاہ میں دعا شروع کر دی کہ اے اللہ! اگر آج اس کو شکر نہ ملی تو اس کا اعتماد اُٹھ جائے گا لہٰذا میری لاج رکھ لینا۔ نماز ختم ہوئی تو شکر کی پڑیا موجود تھی۔ والدہ سے عرض کیا پہلے والی شکر سے آج کی شکر کا ذائقہ تو بہت ہی اچھا ہے۔ چنانچہ آپ کا نام ہی گنج شکر پڑ گیا۔

☆ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کی والدہ ماجدہ آپ کی تعلیم مکمل ہونے سے پہلے ہی بیمار ہو گئیں اور اتنی شدید کہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا۔ حضرت سلطان المشائخ کو معلوم ہوا تو استاذ محترم سے چھٹی لے کر جمادی الاخریٰ کا چاند دیکھتے ہی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ والدہ نے بیٹے کو دیکھا تو بے اختیار منہ سے نکل گیا۔ بیٹا! آئندہ ماہ کس کی زیارت وسلام کو آؤ گے اور کس کی دعائیں لو گے؟ محبوب الٰہی بھی بے تاب ہو گئے تاہم والدہ نے تسلی دے کر سلا دیا۔ صبح پھر جب خدمت مین حاضر ہوئے تو ماں نے بیٹے کا

ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کیا! الٰہی یہ یتیم اب تیرے ہی سپرد ہے۔ بس یہ آخری الفاظ تھے اور اس کے بعد اپنی پیاری جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔

☆ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے دوسرے مشائخ کی طرح بہت زیادہ ریاضتیں تو نہیں کیں مگر اس نعمت عظمیٰ کو پانے کی انتظار میں بڑے بے قرار و بے تاب رہتے ہیں۔ فرماتے ہیں میری والدہ ماجدہ میری بے قراری کو سمجھ گئیں اور بہت ہی شکستہ دل ہو کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کی ''یا اللہ تو میرے بیٹے کی مراد پوری کر یا مجھے زندہ نہ رکھ کیونکہ میں اس کی بے قراری برداشت نہیں کر سکتی'' فرماتے ہیں والدہ کی دعاؤں سے ہی اللہ تعالیٰ نے تمام رکاوٹیں دور کر دیں۔ تمام مقام طے کرا دیئے اور یہ نعمت نصیب ہو گئی۔ (ماں کی عظمت)

دُکھ سہتی ہے خوش رہتی ہے پل پل یہ دعائیں دیتی ہے
رو رو کر بچھڑے بیٹوں کو اشکوں سے صدائیں دیتی ہے
حالات کے تپتے صحرا میں ٹھنڈی سی ہوائیں دیتی ہے
سینے سے لگا کر بچوں کو تن من کی غذائیں دیتی ہے

کسی نے استاد ابو اسحٰق سے بیان کیا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ گویا آپ کی داڑھی جواہر و یاقوت سے مرصع ہے انہوں نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے کیونکہ رات کو میں نے اپنی ماں کے قدم چومے تھے۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۲۰۰)

''ماں'' عظمت کا نشان

ایک ماں نے اپنے بیٹے کو آزمانے کے لئے چند مرتبہ ایک بات پوچھی تو بیٹا تیسری مرتبہ ہی غصے میں آ گیا کہ کیا سر کھپا رکھا ہے کہہ تو دیا ہے یہ بات ایسے ہے۔ ماں اندر گئی اور ایک کاپی لے آئی۔ بیٹے کے آگے رکھی تو اس میں بیٹے کے بچپن کا

ایک واقعہ لکھا ہوا تھا اور اس میں اس نے سو بار اپنی ماں سے ایک ہی سوال کیا اور ماں نے ہر بار بیٹے کا منہ چوم کر اس کو محبت سے جواب دیا ہوا تھا۔ ماں نے کہا: میں نے آج کے دن کے لئے ہی یہ کاپی سنبھال کر رکھی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ماں گوشت کا لوتھڑا ہی کیوں نہ ہو اولاد کے لئے پھر بھی سراپائے رحمت ہے اس کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے وفادار بیٹا جب سارا دن کاروبار کر کے تھک کر رات کو گھر آتا ہے تو ماں کا چہرہ دیکھ کر ہی اس کی ساری تھکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لا تقل لهما اف ۔ کہ اگر بڑھاپے کی وجہ سے والدین کمزور ہو جائیں۔ اعضاء میں طاقت نہ رہے۔ ذہن بچوں کی طرح ہو جائے تو جس طرح تو بچہ تھا مگر وہ تیرا ہر ارمان پورا کرتے رہے اگر آج وہ تیری حالت پہ آ گئے ہیں تو تو بھی ان کو اپنے آپ پہ بوجھ نہ سمجھ اور اگر کبھی تیری طبیعت کیخلاف کوئی حرکت ان سے سرزد ہو جائے تو ان کو اُف تک بھی نہ کہہ۔ بلکہ نرم لب ولہجہ میں ان سے بات کر اور ان کی توقیر وتکریم کا پورا خیال رکھ۔ حضرتِ مجاہد فرماتے ہیں اگر ان کے کپڑے پہ گندگی اور پیشاب و پاخانہ وغیرہ لگ جائے تو اس موقع پر بھی اف نہ کہہ بلکہ سعادت سمجھ کر دھو دے جس طرح وہ تیری غلاظت کو دھوتے رہے۔ (درمنثور ج ۴ ص ۱۷۱) کیونکہ وہ تیرے تمام رشتوں کا مرکز ہیں یہ نہ ہوتے تو نہ تجھے وجود ملتا اور نہ دنیا میں کسی سے کوئی تیرا رشتہ اور تعلق ہوتا۔

دیکھو نماز جو کہ خاص الخاص اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اس میں بھی والدین کے لئے دعا کی جا رہی ہے پہلے روحانی اور ایمانی رشتوں کے مرکز ومنبع آقا علیہ السلام پہ درود وسلام بھیجا جا رہا ہے اور پھر دنیوی رشتوں کے مرکز والدین کے لئے باادب بیٹھ کر، سر کو جھکا کر دعا کی جا رہی ہے۔ ربنا اغفر لی والوالدی۔ غور کرو! والدین کو زکوٰۃ کیوں نہیں دی جا سکتی؟ اس لئے کہ زکوٰۃ' مال کا میل کچیل ہوتی

ہے اور والدین تو تجھے خونِ جگر سے پالیں اور تو ان کو میل کچیل کھلائے یہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔

ہتھ اٹھا اولاد دی خاطر ماواں کرن دعاواں
مانواں ہندیاں نور محمد جنت والیاں چھانواں

''ماں'' محبت کا جہاں

اہلِ محبت نے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ماں سے کئی گنا زیادہ محبت فرماتا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔ (قلنا اھبطوا منھا جمیعا) لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ماں تو اپنے بیٹے کو کبھی نہیں کہتی کہ جا میرے گھر سے نکل جا۔ یعنی اگر آدم علیہ السلام کی بھی ماں ہوتی تو کبھی نہ کہتی کہ یہاں سے نکل جا اور اگر نکل بھی گئے تھے تو سیدھے ماں کے قدموں میں آ جاتے کیونکہ جنت سے نکلے تھے تو جنت ہی میں آ گئے۔ (الجنۃ تحت اقدام الامھات)

دوسری بات یہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی کو مارتا ہے تو مار کھانے والا مارنے والے سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے لیکن ماں جب بچے کو مارتی ہے تو بچہ پھر بھی ماں ہی کی طرف دوڑتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ بچہ ہو کر اتنا تو وہ بھی سمجھتا ہے کہ اس سے زیادہ محبت کرنے والی اور کون سی ہستی ہو سکتی ہے؟ اس دور میں کئی بدنصیب ایسے ہیں کہ جو اپنے والدین پر ہاتھ اٹھانے سے بھی باز نہیں آتے بلکہ اخبارات میں کئی دفعہ پڑھتے ہیں کہ والدین کو بیٹے نے قتل کر دیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) ماں باپ کو گھروں میں ملازم سے بھی کم درجہ دیا جاتا ہے ان کو ستایا جاتا ہے اور وہی گھر جو کبھی ان کا تھا اس گھر کے تمام معاملات سے ان کو لاتعلق اور بے

دخل سمجھا جاتا ہے۔

سیالکوٹ کے مشہور پنجابی خطیب حضرت مولانا محمد یوسف سیالکوٹی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگ وعظ کرنے کے لیے جاتے ہیں تو اشتہارات اور محافل میں ہمیں بڑے بڑے القابات سے نوازا جاتا ہے کوئی خطیب پاکستان کہتا ہے تو کوئی مقرر شعلہ بیان کا نعرہ بلند کرتا ہے' کوئی شیخ القرآن لکھتا ہے تو کوئی استاذ العلماء کے لقب سے پکارتا ہے لیکن مجھے ان القابات کے ملنے پر اتنی خوش نہیں ہوتی جتنی کہ اس وقت خوشی ہوتی ہے جب میں گھر آتا ہوں تو میری ماں مجھے پیار سے کہتی ہے ''جوسا پتر آ گیا ایں''۔

ماں تو ہے اللہ کی رحمت　　اس کی خفگی اللہ کی لعنت
ماں کا ہر فرمان ضروری　　تعمیل قرآن ضروری

''ہے ماں باپ اپنے کا نافرمان جو
کبھی بخشش نہ پائے گا شیطان وہ''

''ماں'' آرامِ جاں

کہتے ہیں کسی بستی میں ایک پاکباز اور صالحہ خاتون رہتی تھی' دین و دنیا کی دولت وافر تھی اچانک اس کا خاوند فوت ہو گیا ایک ہی بیٹا تھا۔ عورت نے اپنے بچے کی اچھے طریقے سے تربیت کی۔ لڑکا بڑا ہو کر غریبوں کا خیر خواہ بنا' صدقہ و خیرات کرتا' بستی میں کوئی بھی اس سے تنگ نہ تھا ہر کوئی اس کے قدموں کے نیچے آنکھیں فرش راہ کرتا۔ یہ لڑکا دیہات سے شہر میں آیا' بے حیائی کے کچھ نظارے دیکھے بدکردار لوگوں سے دوستی ہو گئی' راہ حق سے بھٹک گیا' ماں اپنے بیٹے کے لئے ہر وقت غائبانہ دعا کرتی مگر لڑکا ایک بدکارہ عورت پہ فریفتہ ہو گیا لڑکا جب بھی گھر آتا اپنے باپ کی خون پسینے کی کمائی وافر مقدار میں لے جا کر اس بدکارہ کے

قدموں پہ لٹا دیتا آخر کار گھر خالی ہو گیا۔ دوسروں کی مدد کرنے والے گھر کی مالکہ (اس کی ماں) اب لوگوں کے گھروں میں جا کر کام کر کے اپنا پیٹ پالنے لگی۔ لڑکا جب گھر آتا ماں اس کو وہ مزدوری کر کے کمائے ہوئے پیسے دینے سے بھی دریغ نہ کرتی اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتی۔ ایک مرتبہ جب کافی عرصہ ماں کو ملنے نہ آیا تو ماں اپنے بیٹے کی جدائی میں دیوانی سی ہو گئی۔ ذرا دروازہ ہلتا وہ سمجھتی میرا بیٹا آ گیا ہے بیساختہ دوڑ پڑتی پھر مایوس ہو کر واپس آ جاتی' رو رو کر بینائی ختم ہو گئی۔ ادھر جب لڑکے کے پاس کچھ نہ رہا تو بدکارہ عورت نے اس سے جان چھڑانے کے لئے ایسی شرط لگا دی کہ جس کو سن کر ایک ماں کا تابعدار بچہ تو پانی پانی ہو جاتا مگر وہ اس بدکارہ کی محبت میں اس قدر اندھا ہو چکا تھا کہ اس نے یہ شرط بھی منظور کر لی۔ سینے پہ ہاتھ رکھ کر سینئے کون سی شرط تھی۔ شرط یہ تھی کہ اس بدکارہ نے کہا: اپنی ماں کا دل نکال کے لا تب تیری خواہش پوری کروں گی وہ سمجھی کہ شاید یہ ایسا نہ کرے گا لیکن وہ جوان جو ایک وقت میں فرشتہ سیرت تھا وہ آج خواہش نفس کی خاطر شیطان بن چکا تھا۔ خنجر لیا سیدھا اپنے گھر گیا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ماں کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ سر منہ چوما گلے سے لگایا۔ اس بدبخت نے خنجر نکالا اور ماں کا سینہ چیر کر دل نکال کر لے گیا بدکارہ کے پاس پہنچا تو اس نے بھی یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ جب تو اپنی ماں کا نہیں بنا تو میرا کیا بنے گا؟ جا دفع ہو جا! نوجوان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا نہ گھر کا رہا نہ گھاٹ کا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

واپس ہو لیا' چکر آیا تو زمین پہ گر گیا ادھر ماں کے دل سے آواز آئی بسم اللہ میرے لعل کو چوٹ تو نہیں لگی۔ بیٹے کی سنگدلی بھی دیکھئے اور ماں کی رحم دلی بھی ملاحظہ کیجئے۔

کٹھا ربّ نے رحم تے کرم کر کے اپنے ہتھیں بنایا اے ماں دا دل
جمع کر خلوص ستاریاں دا ہیرے وانگ چمکایا اے ماں دا دل
فیر پیار دی مٹھی جہی اگ اُتے ہولی ہولی پکایا اے ماں دا دل
آب کوثر دے نال فیر دھو کے تے سینے وچ سجایا اے ماں دا دل
پانی رحمت ربی دا پا کے تے مٹی ماں دے جسم دی گوئی گئی اے
اصغر ہجر فراق دی سوئی لے کے ماں دے پیار دی لڑی پروئی گئی اے

''ماں'' عطیۂ رحمٰن

پہلے گزر چکا کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پہ تشریف لے گئے اور بے اختیار آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی بے تاب ہو کر رونے لگے چنانچہ روایات میں ہے۔

فزار النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قبر امه فبکی وابکی من حوله۔

حضور علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پہ حاضری دی خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رلایا۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی آتا ہے کہ جب آپ کو قیدی بنا کر مصر کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو راستے میں آپ کی والدہ ماجدہ کی قبر آئی۔فلما بلغ یوسف علیہ السلام علی قبر امه فبکی

جب یوسف علیہ السلام اپنی امی جان کی قبر پر پہنچے تو بہت روئے۔

فسمع النداء من قبر امه یا قرة عینی۔

قبر سے آواز آئی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک (کیا آواز آئی پنجابی

شاعر کی زبان میں پڑھیے۔)

بابجھوں مشکلاں حل نہ ہون نکتے حل کرے گا مشکل کشا بچہ
تیرے دادے خلیل نوں ویریاں نے بلدی بھٹی اندر دتا پا بچہ
ربّ صبر دا اجر عطا کیتا دتی اگ گلزار بنا بچہ
اسماعیل دی گردن تے چھری چلی ربّ اوہنوں وی لیا بچا بچہ
توں وی حضرت خلیل دا پوترا ایں من ربّ دی جویں رضا بچہ
کی ہویا جے بھائیاں نے ظلم کیتا مہرباں اے آپ خدا بچہ
اک روز توں مصر دا شاہ بنسیں جا ایہوای میری دعا بچہ
تینوں جنہاں بھراواں نے ویچیا اے بن کے اون گے اک دن گدا بچہ

''ماں'' سایۂ یزداں

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مصر کی حکومت عطا فرمائی اور آپ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا: واتونی باھلکم اجمعین۔ اب جب مصر میں آؤ تو اپنے پورے خاندان کو ساتھ لے کر آنا۔ اور جب اگلی مرتبہ پورا خاندان آیا تو قرآن فرماتا ہے: ورفع ابویه علی العرش.

یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پہ بٹھایا حالانکہ آپ کی حقیقی والدہ نہ تھیں بلکہ سوتیلی ماں (لیّا) جو آپ کی خالہ بھی لگتی تھیں (حضور علیہ السلام نے خالہ کو ماں کا درجہ دیا ہے اور فرمایا ہے: الخالہ بمنزلة الام خالہ ماں ہی کی جگہ ہے۔

تو اللہ کے پیارے نبی یوسف علیہ السلام نے دنیا کو بتا دیا کہ سوتیلی ماں بھی تخت پہ بٹھانے کے قابل ہے تو حقیقی ماں کی عظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ اور جب ماں کا احترام یہ ہے تو ماں کو یہ مقام دینے والے امام الانبیاء کی شان کا کون

اندازہ کرسکتا ہے۔

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ کے بعد

''ماں'' رحمت کا سائباں

علماء فرماتے ہیں کہ فرض کرو اگر اللہ تعالیٰ عزرائیل علیہ السلام کو دنیا میں یہ فرما کر بھیجے کہ تمام جہان کی ماؤں سے کہو کہ تمہیں اختیار ہے یا اپنے بیٹے میرے حوالے کردو یا اپنی جانیں دینے پر تیار ہو جاؤ تو کوئی ماں بھی اپنے بیٹے کی روح قبض نہ کرنے دے بلکہ ہر ماں یہی کہے: اپنے بچوں کی خاطر ہم خود مرنے کو تیار ہیں اور صرف انسانوں کی مائیں ہی نہیں بلکہ جانوروں کی ماؤں کا بھی یہی حال ہو کیونکہ ماں آخر ماں ہے اگرچہ جانور کی ہی کیوں نہ ہو۔ مشہور واقعہ ہے کہ ہرنی نے اس وعدہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کی سفارش سے رہائی طلب کی کہ میں بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاتی ہوں۔ حالانکہ واپس آنے میں جان جا سکتی تھی مگر پھر بھی آ گئی تاکہ بچے تو دودھ پلانے سے بچ جائیں میں چاہے زندہ رہوں یا نہ رہوں۔

اسی طرح ایک شخص نے چڑیا کے بچے پکڑ لیے اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں لے آیا عرض کیا جب میں نے بچوں کو چادر سے باہر نکالا تو ان کی ماں دیوانہ وار بچوں پہ گر پڑی پھر میں نے سب کو پکڑ لیا۔ سرکار نے فرمایا: ان کو جہاں سے پکڑا ہے وہیں پہ چھوڑ آؤ۔ تو جب جانور کے دل میں اولاد کی اس قدر محبت ہے تو انسان جو بنا ہی اُنس (محبت) سے ہے اس کی محبت کا خود ہی اندازہ کرلو۔ تو جب ماں کی محبت کا یہ حال ہے تو پھر ہمارے آقا علیہ السلام کو اپنی اُمت کے ساتھ کس قدر پیار ہوگا؟



نوعِ انسان کو اللہ سے ملانے والے ۔ مرحبا نغمۂ توحید سنانے والے
اہلِ دل بھول نہیں سکتے ہیں احسان تیرے ۔ غم کی ماری ہوئی دنیا کو ہنسانے والے
کیوں نہ دم تیرا بھریں اہلِ ولا اہلِ وفا ۔ نقشِ الفت کا ہر اک دل پہ بٹھانے والے
کشتیٔ زیست ہے طوفاں میں بچالے اس کو ۔ ڈوبتی ناؤ کو ساحل پہ لگانے والے
خاکِ پا کو تری اے نورِ خدا کے حامل ۔ سرمۂ چشم بناتے ہیں بنانے والے
ہم غلاموں پہ بھی ہو جائے ترا لطف و کرم ۔ بار ہنس ہنس کے غریبوں کا اُٹھانے والے
لو لگائے ہوئے بیٹھے ہیں گزرگاہوں میں ۔ نقشِ پا کو ترے آنکھوں سے لگانے والے

اپنی اُمت پہ بھی للہ نظر ہو جائے
بگڑی تقدیر زمانے کی بنانے والے

(صابر القادری نسیم بستوی)

''ماں'' چارۂ بے چارگاں

سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر کتاب لینے کے لیے تشریف لے گئے اور اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر اپنی امت میں چھوڑ گئے اور جب واپس تشریف لائے تو اُمت گوسالہ پرستی کے شرک میں مبتلا ہو چکی تھی' آپ بہت غضبناک ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کو سر اور داڑھی کے بالوں سے پکڑ کر اپنے غصے کا اظہار فرمانے لگے اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماں کے حوالے سے ہی مخاطب کیا' اگرچہ دونوں حقیقی بھائی تھے اور ہارون علیہ السلام یوں بھی کہہ سکتے تھے اے موسیٰ یا اے میرے بھائی یا اے میرے باپ جائے لیکن یوں کہا:

یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی

اے میری ماں کے بیٹے! (میری داڑھی اور سر کے بالوں کو نہ پکڑ لاتاخذ بلحیتي ولا برأسي) بے شک قوم نے مجھے کمزور جانا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتی۔

کیونکہ ماں کے لفظ میں محبت کا ایسا جذبہ ہے کہ جو دنیا کے کسی اور لفظ میں نہیں۔ اس لفظ سے محبت و تسکین کا دریا جوش مارنے لگتا ہے اور غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ رسولِ پاک علیہ السلام کا ذکر پاک سرچشمۂ محبت ہے۔ کسی مسلمان سے لڑائی میں کہہ دو اے میرے رسول کے اُمتی! پھر دیکھو کیا نظارہ ہوتا ہے اس لیے اہل عرب لڑائی کے وقت درود شریف پڑھتے ہیں تو لڑائی ختم ہو جاتی ہے ماں کے سینے سے بیٹے کو دودھ ملا ہے تو رسول کے سینے سے اُمت کو قرآن و ایمان ملا ہے بلکہ رب کے غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لیے بھی حضور علیہ السلام کا حوالہ اکسیر کی حقیقت رکھتا ہے۔

شہر شہروں میں نہیں کوئی مدینے جیسا
امن میں نوح نبی کے ہے سفینے جیسا
سارے نبیوں کی انگوٹھی کا جو حلقہ سمجھیں
اس میں ہے نامِ محمد کا نگینے جیسا
اس لیے بھیجتا رہتا ہوں میں درود ان پر
لطف آتا ہے مجھے شہد کے پینے جیسا

ماں دی شان

فرق ماں تے عورت دی شان وچہ اے
عام عورتاں چوں ماں دی شان ایں وکھ
ملیا ماں نوں جگ توں دل وکھرا
پائی شہد تو مٹھی زبان ایں وکھ
لالچ بغض عناد نئیں وچہ جس دے
ماں دی الفت دا اوہ جہان ایں وکھ
دکھ ماں دی عظمت حدیث دس دی
دس دا ماں دی شانِ قرآن ایں وکھ
اللہ بچہ اے جدوں عطا کردا
مل دا عورت نوں ماں دا مقام ایں فیر
جنت فیر آوندی اوہدے ہیٹھ قدماں
مل دا عظمتاں بھریا ایہہ نام ایں فیر

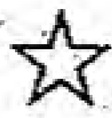


دساں میں کیہہ عظمت تے شان ماں دی
جس دی شان رحمان بیان کردا
اُف تک وی کرو ناں ماں اگے
تے نہ جھڑکو ایہ ربّ اعلان کر دا

ماں دی فرمانبرداری نوں فرض سمجھو
کملی والا محمد فرمان کر دا
بدنصیب، اُس توں وَدھ کے ہور کوئی نئیں
اپنی ماں دا جو نئیں دھیان کر دا
وَدھ کے باپ توں وی ماں دا اَدب کرناں
عین فرض ایہہ ہُندا اولاد دا اے
بڈھی ما دی خدمت چہ پُتراں لئی
رَکھیا اللہ نے درجہ جہاد دا اے



بچے واسطے ایس جہان اندر
ہر دُعا اے ماں دی دُعا توں گھٹ
ماں دی مامتا والی ہوا ٹھنڈی
ہے اُوہ جنت دی کدوں ہوا توں گھٹ
جس دے چہرے نوں تکناں عبادتاں تے
اُوہدی عظمت نئیں خانہ خدا توں گھٹ
خاک ماں دے پیراں نوں جو لگے
میں ایہہ کہناں، نئیں خاکِ شفا توں گھٹ
رب دی پوجا نال ما دائے ذکر اکثر
اِس توں وَدھ کیہہ عظمت عظیم ہونی
بار بار جو بچے نوں معاف کر دی
ماں ورگی نئیں کوئی کریم ہونی



جیہدی روشنی اے کائنات اندر
اوہ اِک پیار دی روشن قندیل اے ماں
جس توں بچیاں نوں منزل دا پتا ملدا
اوہ اِک راہ اندر سنگ میل اے ماں
"تبدی بہ" ماں دی ماتا اے
اُلفت واسطے اعلیٰ دلیل اے ماں
جس دی عظمت دے چرچے قرآن وچہ نیں
اَج اوہ گھر گھر پئی ہندی ذلیل اے ماں
ایس دَور دے بالاں دا میرے مولا
چنگیاں لوکاں چہ اٹھن تے بیہن کر دے
یوسفؔ بچے نیں بگڑے معاشرے دے
ادب ماں تے باپ دا رہن کر دے



ماںواں لکھ جہان وچہ بنن بھاویں
اے پر اپنی ماں جئی ماں ای نئیں
جس وچہ چین قرار سکون مل دا
ماں دی گود ورگی کوئی تھاں ای نئیں
جس نوں تکناں بندگی ربّ دی اے
اُوہدے پیار جئی گوہڑی کوئی چھاں ای نئیں
بچہ جدوں رَو وے ماں ماں کردا
بناں ماں دے اُوہ لیندا ناں ای نئیں

پینی سد جاں حشر میدان اندر
نانواں مانواں دے ناں تے بولنا ایں
ربّ نے ماں دیاں عزتاں عظمتاں دا
عقدہ حشر میدان وچہ کھولنا ایں



روہڑن واسطے موسیٰ کلیم تائیں
جدوں ماں دریا تے آوندی اے
ڈھاواں مار دی چیخ و پکار کردی
رو رو کے نیر وگاوندی اے
جدوں ماں دی ماما جوش مارے
چم چم کے سینے لگاوندی اے
حد ماں دے صبر دی ویکھ ٹٹ دی
فوراً ربّ ولوں وحی آوندی اے
دُدّھ دائیاں دے ہو گئے حرام اُس تے
دُدّھ تیرا ای پیوے گا لال تیرا
خوف کریں یوحانذنہ رائی جناں
تیری گود وِچہ کھیڈے گا بال تیرا



ہر اِک بچے نوں ماں دیاں خدمتاں دا
بدلہ ربّ کولوں شانؔ داز مل دا
پیسے خرچ کے وی ماں دی ماما دا
سودا کدی نئیں کِسے بازار مِل دا

مِل دا ہور اُوہ کسے وی جھولی چوں نئیں
جیہڑا ماں دی گود چوں پیار مِل دا
پُرسکون اِک ماں دی گود وِچوں
بچے تائیں حقیقی قرار مِل دا
دل نوں عجب اے کیف سرور آوندا
جدوں منہ چوں ماں دا ناں نکلے
جد وی کسے نوں کوئی تکلیف آوندی
فوراً منہ وِچوں ہائے ماں نکلے



کِناں ماں دی عظمت دا خیال ربّ نوں
کنی ماں دی شان وَدھائی ربّ نے
قسم ربّ دی ماں دے وِچہ قدماں
رَکھ دِتی اے ساری خدائی رب نے
ویکھوں پاک قرآن دے وِچہ تھاں تھاں
ماں دی شان دی دِتی دہائی ربّ نے
جنت ماں دیاں قدماں دے ہیٹھ رَکھ کے
شان کر دِتی ہور سوائی ربّ نے
خدمت ماں دی یوسفؔی کر کر کے
ماں کولوں دُعاواں توں لے ہر دم
ہو جاوے گی عظمت بلند تیری
چم دا ماں دے پیراں نوں رے ہر دم

(اسلام میں والدین کے حقوق از الحاج مولانا یوسف علی نگینہ)

کتابیات

القرآن الکریم
بخاری شریف
مسلم شریف
ترمذی شریف
ابوداؤد شریف
نسائی شریف
ابن ماجہ شریف
مشکوٰۃ شریف
طبرانی شریف
دارقطنی شریف
بیہقی شریف
الادب المفرد
ابن حبان
المستدرک للحاکم
مسند احمد بن حنبل
نوادر الاصول للحکیم الترمذی
عمدۃ القاری شرح بخاری
اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ
مرأۃ شرح مشکوٰۃ
فتاویٰ رضویہ
طبقات ابن سعد
التبرک لعلی الاحمدی
الزواجر
اصلاح المجتمع
درۃ الناصحین فی الوعظ والارشاد
نزہۃ المجالس
عیون المجالس
بہجۃ الاسرار
جلاء الافہام
الدعوۃ الاصلاحیہ للشیخ محمد بن علوی المالکی
لباب التاویل فی معانی التنزیل
المعروف بالتفسیر الخازن۔

کنز العمال
شرح السنہ
سچی حکایات
عظمت والدین
ماں باپ کے حقوق
عظیم ماں
کامیاب ماں
تعلیم الاخلاق
سیرۃ المصطفیٰ
آغوشِ محبت
ماں باپ کی خدمت
اسلام میں والدین کے حقوق
ماں کی عظمت
رحمت کی برسات ماں

صلائے عام ہے............

جن دوستوں، بھائیوں، بزرگوں اور بہنوں کی پیاری مائیں اس دنیا سے پردہ فرما چکی ہیں اور وہ اپنے دل میں ان کی محبت کا جذبہ رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنی ماں کی خدمت میں کوئی ایسا تحفہ پیش کریں کہ رہتی دنیا تک جس کا ثواب ماں کی روح کو پہنچتا رہے اور وہ تحفہ کئی لوگوں کی ہدایت کا سامان بھی بنے، وہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ چھپوانے کا اہتمام کریں اس سے ان کی اپنی ماں کی روح بھی خوش ہوگی اور جتنے لوگ اس کتاب کو پڑھ کر اپنی ماں کی بے ادبی چھوڑ کر ماں کے تابعدار بن جائیں گے ان تمام ماؤں کی دعاؤں کے بھی مستحق قرار پائیں گے، کتاب کا مطالعہ کرنے والے اس بات سے اختلاف نہیں کر سکتے کہ جتنی یہ کتاب پھیلے گی اتنی ہی ماں کی محبت کی خوشبو معاشرے میں پھیلے گی اور ہو سکتا ہے کسی کے خلوص کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو اتنی مقبولیت عطا فرمائے کہ ماں کی نافرمانی کے گندے جراثیم ختم ہو جائیں اور ہر بچہ اپنی ماں کے قدم چومتا ہوا نظر آئے۔ اس کام کو آسان اور کم پیسوں میں سرانجام دینے کے لیے ہماری خدمات سے استفادہ فرمائیں اور ٹائٹل، کمپوزنگ اور اشاعت کے دیگر اخراجات کے بھاری بھرکم بوجھ سے نجات پائیں۔

الجنة تحت اقدام الامهات